روزنامہ
ٹیلی فون نمبر 047-6213029 FD-10

الفضل

ایڈیٹر : عبدالسمیع خان
web: http://www.alfazl.org
email: editor@alfazl.org

منگل 24/اگست 2010ء 13رمضان 1431 ہجری 24 ظہور 1389 ھش جلد 60-95 نمبر 177

پاک اور معصوم

حضرت عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:۔
اللہ تعالیٰ نے رمضان کے روزے تم پر فرض کئے اور میں نے تمہارے لئے اس کا قیام جاری کر دیا۔ پس جو شخص ایمان کی حالت میں احتساب کرتے ہوئے روزے رکھے وہ گناہوں سے ایسے نکل جاتا ہے جیسے اس کی ماں نے اسے جنم دیا ہو۔
(سنن نسائی کتاب الصیام باب ثواب من قام رمضان حدیث نمبر 2180)

رمضان المبارک کی قرآن کریم کے ساتھ خاص نسبت ہے۔ یہ تلاوت قرآن، غوروتدبر اور اس کو سمجھنے کا مہینہ ہے

قرآن کریم اور آنحضرت ﷺ تمام انسانوں کیلئے ہدایت اور رحمت بن کر آئے

رمضان کی برکتوں سے فیض اٹھاتے ہوئے اس میں دعاؤں اور نمازوں کے ذریعہ خدا تعالیٰ کا قرب اور مضبوطی ایمان کیلئے دعائیں کریں

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبہ جمعہ فرمودہ 20/اگست 2010ء بمقام بیت الفتوح مورڈن لندن کا خلاصہ

خطبہ جمعہ کا یہ خلاصہ ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 20/اگست 2010ء کو بیت الفتوح مورڈن لندن میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا جو کہ مختلف زبانوں میں تراجم کے ساتھ ایم ٹی اے انٹرنیشنل پر براہ راست ٹیلی کاسٹ کیا گیا۔

حضور انور نے خطبہ کے آغاز میں سورۃ البقرہ آیت 186 کی تلاوت وترجمہ کے بعد فرمایا کہ اس آیت میں اللہ نے رمضان کے مہینے کی قرآن کریم کے ساتھ خاص نسبت کا ذکر کیا ہے۔ پس یہ مہینہ اللہ تعالیٰ کے اس پاک کلام کو خاص طور پر پڑھنے، اس پر غور کرنے اور سمجھنے کا مہینہ ہے۔ اس مہینہ کی اہمیت اس لئے بھی بہت بڑھ جاتی ہے کہ اس مبارک مہینے میں قرآن کریم جیسی عظیم الشان اور مکمل شریعت والی کتاب تمام انسانوں کیلئے تا قیامت مبعوث ہونے والے کامل نبی حضرت محمد رسول اللہ ﷺ پر اتاری گئی۔ قرآن کریم اور آنحضرتؐ تو دنیا میں رحمتوں کی تقسیم کیلئے آئے تھے۔

حضور انور نے فرمایا کہ قرآن کریم تمام دنیا کے انسانوں کیلئے ہدایت کا موجب ہے۔ اس مبارک مہینہ میں قرآن کو اپنے سامنے رکھو کہ یہ تمہارا راہنما ہے، اس کی تلاوت کے ساتھ ساتھ اس کے احکامات پر غور کرتے ہوئے اپنی ہدایت کے سامان پیدا کرو۔ خدا تعالیٰ کی خشیت رکھنے والے مومنوں کیلئے اس تعلیم کی تمام باریکیوں پر عمل کرنا بھی ضروری ہے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا ورنہ روزے محض بھوک پیاس ہیں۔ روزے کی اہمیت قرآن کریم کی تعلیم کی اہمیت اور اس پر عمل کرنے کی کوشش کے ساتھ وابستہ ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ آج کل قرآن کریم اور دین حق کی تعلیم کو بدنام کرنے کی ایک مذموم کوشش امریکہ کے ایک چرچ کی طرف سے ہو رہی ہے اور لغو اعتراضات کئے جا رہے ہیں۔ فرمایا کہ قرآن کریم تو شروع سے آخر تک توحید کی تعلیم دیتا ہے اور تمام خدا تعالیٰ کے برگزیدہ اسی کام کے لئے آتے ہیں اور حقیقت یہ ہے کہ توحید ہی ہے جس کے بغیر کسی مذہب کی بنیاد ہو نہیں سکتی۔ فرمایا کہ جماعت احمدیہ مختلف طریقوں سے امریکہ کے اس چرچ کو اپنی اس مذموم حرکت سے روکنے کی کوشش کر رہی ہے۔ فرمایا کہ دنیا کو آج امن، محبت، بھائی چارے اور خدا کے پیار کو جذب کرنے کی ضرورت ہے اور جنگوں کی تباہی سے بچنے کی ضرورت ہے لیکن چرچ کی اس حرکت کی وجہ سے محبتوں کی بجائے کینوں اور بغضوں کی دیواریں کھڑی ہوں گی۔ پس عیسائیوں کو اپنے قبلے درست کرنے کی ضرورت ہے۔ فرمایا کہ آنحضرتؐ کے ماننے والوں کو بھی صحیح ردعمل دکھانے کی ضرورت ہے۔ دلائل کے ساتھ علمی بحثیں کریں لیکن ایک دوسرے کے مذہبی جذبات کا خیال رکھیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ ہدایت کے راستوں کو پانے کیلئے پہلا قدم ایمان بالغیب ہے جو ایمان میں ترقی کا باعث بنتا ہے اور ہدایت کے ان راستوں کی طرف لے جاتا ہے جو خدا تعالیٰ کو پانے کے راستے ہیں۔ فرمایا کہ متقی اپنے ایمان کو عمل سے بھی ثابت کرتا ہے، وہ نمازوں پر قائم ہو جاتا ہے۔ فرمایا کہ حضرت مسیح موعود کے آنے کے ساتھ نشانات کا دور بھی شروع ہو گیا اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ وہ نشانات دیکھ رہی اور ایمان بالغیب کی وجہ سے اس یقین پر بھی قائم ہے کہ جو وعدے دیئے گئے ہیں وہ بھی ضرور پورے ہوں گے۔ فرمایا کہ اگر کوئی ابتلاؤں کا دور ہے تو الٰہی جماعتوں پر یہ ابتلا آتے ہیں۔ پس رمضان کی برکتوں سے فیض اٹھاتے ہوئے اس میں دعاؤں اور نمازوں کے ذریعہ سے خدا تعالیٰ کا قرب پانے اور اپنے ایمانوں میں مضبوطی کی دعائیں کریں۔ ہر احمدی کا فرض ہے کہ قرآن کریم کی عملی تصویر بننے کیلئے اپنی استعدادوں کے لحاظ سے بھرپور کوشش کرے۔

حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے اپنے وعدہ کے موافق چار قسم کی حفاظت اپنے کلام کی کی ہے۔ اول حافظوں کے ذریعہ سے اس کے الفاظ اور ترتیب کو محفوظ رکھا اور ہر ایک صدی میں لاکھوں ایسے انسان پیدا کئے جو اس کے پاک کلام کو اپنے سینوں میں حفظ رکھتے ہیں اور تحریف لفظی سے ہر ایک زمانے میں قرآن کو بچایا، دوسرے ایسے ائمہ اور اکابر کے ذریعہ سے جن کو ہر صدی میں فہم قرآن عطا ہوا ہے اور قرآن شریف کے اجمالی مقامات کی احادیث نبویہ کی مدد سے تفسیر کر کے خدا کی پاک کلام اور پاک تعلیم کو ہر زمانے میں محفوظ رکھا، تیسرے متکلمین کے ذریعہ سے جنہوں نے قرآنی تعلیمات کو عقل کے ساتھ تطبیق دے کر خدا تعالیٰ کی پاک کلام کو کوتاہ اندیش فلسفیوں کے استخفاف سے بچایا ہے اور چوتھے روحانی انعام پانے والوں کے ذریعہ سے جن کو ایک زمانے میں معجزات اور معارف کے منکروں کے حملے سے بچایا ہے۔

حضور انور نے آخر پر مکرم ڈاکٹر نجم الحسن صاحب آف اورنگی ٹاؤن کراچی اور مکرم پیر حبیب الرحمٰن صاحب ابن مکرم پیر فضل الرحمٰن صاحب آف سانگھڑ کو رمضان المبارک کے مہینے میں راہ مولیٰ میں قربان کر دیئے جانے پر ان کا ذکر خیر فرمایا نیز ان کے ساتھ مکرم موسیٰ رستمی صاحب کا بھی ذکر خیر اور جماعتی خدمات کا حضور انور نے تذکرہ فرمایا۔

ضرورت محررین درجہ دوم

صدر انجمن احمدیہ میں محرر کے طور پر ملازمت کے خواہشمند احباب کی اطلاع کیلئے تحریر ہے کہ

1۔ امیدوار کی عمر 25 سال سے کم ہونی ضروری ہے اور امیدوار کی تعلیم کم از کم انٹرمیڈیٹ ہونی چاہئے اور انٹرمیڈیٹ کے امتحان میں کم از کم 45 فیصد نمبر حاصل کئے ہوں یعنی 495/1100 ہونے ضروری ہیں۔

2۔ امیدوار کیلئے (In Page) اردو کمپوزنگ کا جاننا ضروری ہے۔

3۔ صرف وہ امیدوار ملازمت کے اہل ہوں گے جو صدر انجمن احمدیہ کی طرف سے محررین کیلئے لئے جانے والے امتحان اور انٹرویو میں پاس ہونگے۔

4۔ صرف وہ امیدوار ملازمت میں لئے جائیں گے جو فضل عمر ہسپتال کے میڈیکل بورڈ کی رپورٹ کے مطابق صحت مند اور تندرست ہوں گے۔

5۔ جو دوست صدر انجمن احمدیہ میں بطور محرر ملازمت کے خواہشمند ہوں اور مندرجہ بالا شرائط پر پورے اترتے ہوں وہ درخواست دے سکتے ہیں۔ ان کیلئے صدر انجمن احمدیہ کی طرف سے 15 ستمبر 2010ء کو امتحان کا انعقاد کیا جائے گا۔

نصاب امتحان کمیشن

ہر جزو میں کامیاب ہونا لازمی ہے

6۔ امتحان کا نصاب مندرجہ ذیل ہے۔
☆ قرآن مجیدہ ناظرہ مکمل، پہلا پارہ باترجمہ
☆ چالیس جواہر پارے،
ارکان......نماز مکمل باترجمہ
☆ کشتی نوح، برکات الدعا، عام دینی معلومات
☆ مضمون بابت عقائد جماعت احمدیہ
☆ نظم از درثمین، شان......
☆ انگریزی بمطابق معیار انٹرمیڈیٹ
☆ حساب بمطابق معیار میٹرک، عام معلومات

باقی صفحہ 12 پر

مشعل راہ

روزوں سے نفس پر قابو حاصل ہوتا ہے

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز خطبہ جمعہ 24/اکتوبر 2003ء میں فرماتے ہیں۔

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ: ''روزوں کا ایک اور فائدہ یہ بتایا گیا ہے کہ اس کے نتیجہ میں تقویٰ پر ثبات قدم حاصل ہوتا ہے اور انسان کو روحانیت کے اعلیٰ مدارج حاصل ہوتے ہیں۔ چنانچہ روزوں کے نتیجہ میں صرف امراء ہی اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل نہیں کرتے بلکہ غرباء بھی اپنے اندر ایک نیا روحانی انقلاب محسوس کرتے ہیں اور وہ بھی اللہ تعالیٰ کے وصال سے لطف اندوز ہوتے ہیں۔ غرباء بے چارے سارا سال تنگی سے گزارہ کرتے ہیں اور بعض دفعہ انہیں کئی کئی فاقے بھی آ جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے رمضان کے ذریعہ انہیں توجہ دلائی ہے کہ وہ ان فاقوں سے بھی ثواب حاصل کر سکتے ہیں اور خدا تعالیٰ کے لئے فاقوں کا اتنا بڑا ثواب ہے کہ حدیث میں آتا ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا **الصوم لی وانا اجزی به**، یعنی ساری نیکیوں کے فوائد اور ثواب الگ الگ ہیں لیکن روزہ کی جزا خود میری ذات ہے۔ اور خدا تعالیٰ کے ملنے کے بعد انسان کو اور کیا چاہئے۔ غرض روزوں کے ذریعہ غرباء کو یہ نکتہ دیا گیا ہے کہ ان تنگیوں پر بھی اگر وہ بے صبر اور ناشکرے نہ ہوں اور حرف شکایت زبان پر نہ لائیں جیسا کہ بعض نادان کہہ دیا کرتے ہیں کہ ہمیں خدا تعالیٰ نے کیا دیا ہے کہ نمازیں پڑھیں اور روزے رکھیں تو یہی فاقے ان کے لئے نیکیاں بن جائیں گی (اگر وہ حرف شکایت زبان پر نہ لائیں) اور ان کا بدلہ خود اللہ تعالیٰ ہو جائے گا۔ پس اللہ تعالیٰ نے روزوں کو غرباء کی تسکین کا موجب بنایا ہے تاکہ وہ مایوس نہ ہوں اور یہ نہ کہیں کہ ہماری فقر و فاقہ کی زندگی کس کام کی۔ اللہ تعالیٰ نے روزے میں انہیں یہ گر بتایا ہے کہ اگر وہ اس فقر و فاقہ کی زندگی کو خدا تعالیٰ کی رضا کے مطابق گزاریں تو یہی انہیں خدا تعالیٰ سے ملا سکتی ہے''۔ (تفسیر کبیر صفحہ 377-378)

حضرت خلیفۃ المسیح الاول فرماتے ہیں کہ: ''روزہ کی حقیقت کہ اس سے نفس پر قابو حاصل ہوتا ہے اور انسان متقی بن جاتا ہے۔ اس سے پیشتر کے رکوع میں رمضان شریف کے متعلق یہ بات مذکور ہے کہ انسان کو جو ضرورتیں پیش آتی ہیں ان میں سے بعض تو شخصی ہوتی ہیں اور بعض نوعی اور بقائے نسل کی شخصی ضرورتوں میں جیسے کھانا پینا ہے اور نوعی ضرورت جیسے نسل کے لئے بیوی سے تعلق۔ ان دونوں قسم کی طبعی ضرورتوں پر قدرت حاصل کرنے کی راہ روزہ سکھاتا ہے اور اس کی حقیقت یہی ہے کہ انسان متقی بننا سیکھ لےوے۔ آج کل تو دن چھوٹے ہیں۔ (اور اتفاق سے یہ دن بھی رمضان کے سردیوں میں ہی ہیں اور یہ بھی چھوٹے ہیں)۔ سردی کا موسم ہے اور ماہ رمضان بہت آسانی سے گزرا مگر گرمی میں جو لوگ روزہ رکھتے ہیں وہ جانتے ہیں کہ بھوک پیاس کا کیا حال ہوتا ہے۔ اور جوانوں کو اس بات کا علم ہوتا ہے کہ ان کو بیوی کی کس قدر ضرورت پیش آتی ہے۔ جب گرمی کے موسم میں انسان کو پیاس لگتی ہے۔ ہونٹ خشک ہوتے ہیں، گھر میں دودھ، برف، مزہ دار شربت موجود ہیں مگر ایک روزہ دار ان کو نہیں پیتا۔ کیوں؟ اس لئے کہ اس کے مولیٰ کریم کی اجازت نہیں کہ ان کو استعمال کرے۔ بھوک لگتی ہے ہر ایک قسم کی نعمت زردہ، پلاؤ، قورمہ، فرنی وغیرہ گھر میں موجود ہیں۔ اگر نہ ہوں تو ایک آن میں اشارہ سے تیار ہو سکتے ہیں مگر روزہ دار ان کی طرف ہاتھ نہیں بڑھاتا۔ کیوں؟ صرف اس لئے کہ اس سے مولیٰ کریم کی اجازت نہیں۔ پھر فرمایا کہ روزہ دار مرد اپنی بیویوں کے قریب نہیں جاتے صرف اس لئے کہ اگر جاؤں گا تو خدا تعالیٰ ناراض ہوگا، اس کی حکم عدولی ہوگی۔ ان باتوں سے روزہ کی حقیقت ظاہر ہے کہ جب انسان اپنے نفس پر یہ تسلط پیدا کر لیتا ہے کہ گھر میں اس کی ضرورت اور استعمال کی چیزیں موجود ہیں مگر اپنے مولیٰ کی رضا کے لئے وہ حسب تقاضائے نفس ان کو استعمال نہیں کرتا تو جو اشیاء اس کو میسر نہیں ان کی طرف نفس کو کیوں راغب ہونے دے گا۔ رمضان شریف کے مہینہ کی بڑی بھاری تعلیم یہ ہے کہ کیسی ہی شدید ضرورتیں کیوں نہ ہوں مگر خدا کے ماننے والا خدا ہی کی رضا مندی کے لئے ان سب پر پانی پھیر دیتا ہے اور ان کی پرواہ نہیں کرتا۔ قرآن شریف روزہ کی حقیقت اور فلاسفی کی طرف خود اشارہ فرماتا ہے اور کہتا ہے (**یاایھاالذین امنوا کتب** ....) روزہ تمہارے لئے اس واسطے ہے کہ تقویٰ سیکھنے کی تم کو عادت پڑ جاوے۔ ایک روزہ دار خدا کے لئے ان تمام چیزوں کو ایک وقت ترک کرتا ہے جن کو شریعت نے حلال قرار دیا ہے اور ان کے کھانے پینے کی اجازت دی ہے صرف اس لئے کہ اس وقت میرے مولیٰ کی اجازت نہیں تو یہ کیسے ممکن ہے کہ پھر وہی شخص ان چیزوں کو حاصل کرنے کی کوشش کرے جن کی شریعت نے مطلق اجازت نہیں دی اور وہ حرام کھاوے پیوے اور بدکاری میں شہوت کو پورا کرے۔ (الحکم 24/جنوری 1904ء صفحہ 12)

(روزنامہ الفضل 26/ اکتوبر 2004ء)

غزل

اشک کا بحرِ بیکراں دے دے
درد کو کوئی تو زباں دے دے

میرے دل کو کشادہ تر کر دے
زخم کو کوئی رازداں دے دے

جُھلسا جاتا ہوں اب تو سائے میں
مجھ پہ سورج کا سائباں دے دے

زندگی اس پہ رشک کرتی ہے
تیری دہلیز پہ جو جاں دے دے

تُو تو مالک ہے تُو اگر چاہے
گُل جو مانگوں تو گلستاں دے دے

اب تو اس عہد کی زمینوں کو
چاند تاروں کا آسماں دے دے

اب تو اس بے امان دنیا کو
اک یہ پروانہء اماں دے دے

اب تو حرماں نصیب لوگوں کو
کوئے جاناں کا کارواں دے دے

چاک سینوں، گداز آہوں کو
خارق عادت کوئی نشاں دے دے

محمد طاہر ندیم

پبلشر و پرنٹر : طاہر مہدی امتیاز احمد وڑائچ
مطبع: ضیاء الاسلام پریس
مقام اشاعت : دارالنصر غربی چناب نگر ربوہ
قیمت 5 روپے

خطبہ جمعہ

جاں نثاران لاہور میں سے آٹھ مزید جاں نثاران کا ذکر خیر

ان سب جاں نثاروں میں بعض اعلیٰ صفات قدر مشترک کے طور پر نظر آتی ہیں۔ مثلاً ان کا نمازوں کا اہتمام اور اپنے بچوں اور گھر والوں کو بھی اس طرف توجہ دلانا۔ تہجد اور نوافل کا التزام، گھریلو زندگی میں اور گھر سے باہر بھی ہر جگہ اخلاق حسنہ کا مظاہرہ۔ جماعتی غیرت کا بے مثال اظہار، اطاعت نظام کا غیر معمولی نمونہ، دین کو دنیا پر مقدم رکھتے ہوئے سارے حقوق کی ادائیگی کے باوجود جماعت کے لئے وقت نکالنا۔ پھر یہ کہ خلافت سے غیر معمولی تعلق، محبت اور اطاعت کا اظہار

راہ مولیٰ میں قربانی پانے کا رتبہ ان کے لئے عبادتوں کی قبولیت اور حقوق العباد کی ادائیگی کا حق ادا کرنے کی سند لئے ہوئے ہے

یہ لوگ تھے جنہوں نے عبادات اور اعمال صالحہ کے ذریعہ سے نظام خلافت کو دائمی رکھنے کے لئے آخر دم تک کوشش کی اور اس میں نہ صرف سرخرو ہوئے بلکہ اس کے اعلیٰ ترین معیار بھی قائم کئے

ہمارا فرض ہے کہ اپنے اندر پاک تبدیلیاں پیدا کرتے ہوئے ان قربانیوں کا حق ادا کریں

شام کے سابق امیر جماعت مکرم نذیر المرادنی صاحب مرحوم کا ذکر خیر اور نماز جنازہ غائب

خطبہ جمعہ سیدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 9 جولائی 2010ء بمقام بیت الفتوح لندن

خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے

تشہد، تعوذ اور سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

(۔) کا جو ذکرِ خیر چل رہا ہے۔ اسی سلسلے میں آج سب سے پہلے میں ذکر کروں گا۔ **مکرم احسان احمد خان صاحب (۔) ابن مکرم وسیم احمد خان صاحب کا۔**...... مرحوم کے پڑدادا حضرت منشی دیانت خان صاحب حضرت مسیح موعود کے (۔) تھے۔ نارو ضلع کانگڑہ کے رہنے والے تھے۔ یوسف زئی خاندان سے تعلق تھا۔ (۔) مرحوم کے پڑدادا کے دو بھائی حضرت شہامت خان صاحب اور حضرت منشی امانت خان صاحب نے 1890ء میں بیعت کر کے احمدیت میں شمولیت اختیار کی تھی۔ اور 313 (۔) میں شامل ہوئے۔ مکرم ظہیر احمد خان صاحب مربی سلسلہ جو آجکل یہاں لندن میں ہیں، (۔) مرحوم کے چچا ہیں۔ جبکہ (۔) مرحوم کے دوسرے بھائی ندیم احمد خان صاحب جامعہ احمدیہ ربوہ میں زیرِ تعلیم ہیں۔ (۔) مرحوم 1984ء میں پیدا ہوئے۔ دو سال سے شیزان انٹرنیشنل میں ملازمت کر رہے تھے۔ جبکہ جماعت احمدیہ بھماں ضلع لاہور میں بطور سیکرٹری (یہ پتہ نہیں کون سی جماعت ہے بہر حال) بطور سیکرٹری وقفِ جدید خدمت کی توفیق مل رہی تھی۔ بوقتِ (۔) ان کی عمر 26 سال تھی۔ اور (۔) دارالذکر گڑھی شاہو میں جامِ شہادت نوش فرمایا۔ سانحہ کے روز صبح غسل کے بعد نماز پڑھی اور تلاوت کی اور ملازمت کے لئے روانہ ہونے سے پہلے اہلیہ کو بتایا کہ میں یہ جمعہ دارالذکر میں پڑھوں گا۔ اور ساتھ ہی بتایا کہ پچھلا جمعہ میرے سے رہ گیا تھا۔ بیٹی کو اٹھا کر پیار کیا اور روانہ ہو گئے۔ قریباً 1:35 پر (۔) دارالذکر سے اپنی والدہ محترمہ کو فون کر کے بتایا کہ یہاں دہشتگرد آ گئے ہیں۔ والدہ محترمہ کو تسلی دی، پھر اس کے بعد دوبارہ رابطہ نہ ہو سکا۔ اس دوران دہشتگردوں نے جب گرنیڈ پھینکے اس کے شیل لگنے سے زخمی ہوئے۔ جب غلط افواہ پھیلی کہ دہشتگرد مارے گئے ہیں اور باہر آ جائیں تو باہر نکلنے پر دوبارہ گرنیڈ کے ٹکڑے لگنے سے (۔) ہو گئے۔ ربوہ میں تدفین ہوئی ہے۔ تدفین سے قبل ان کے چچا نے اپنے گھر ان کی نمازِ جنازہ پڑھائی جس میں بہت سے غیر از جماعت لوگوں نے شرکت کی۔ (۔) مرحوم کی والدہ نے (۔) سے ایک ماہ قبل خواب میں دیکھا کہ ان کا بیٹا (شہید) ہو گیا ہے اور اس کی میت کو صحن میں رکھا گیا ہے اور میں بیٹے کے منہ پر پیار سے ہاتھ پھیرتی ہوں اور پوچھتی ہوں کہ کیا ہوا؟ اس خواب سے گھبرا کر اٹھ جاتی ہوں اور صدقہ دیتی ہوں۔ (۔) کے بعد اسی جگہ پر جنازہ لا کر رکھا گیا جہاں خواب میں دیکھا تھا۔ (۔) سے چند دن پہلے (۔) نے خود بھی ایک خواب دیکھا اور ہڑ بڑا کر اٹھ گئے۔ والدہ کو صرف اتنا بتایا کہ بہت بُرا خواب ہے۔ پھر صدقہ بھی دیا۔

(۔) مرحوم بہت ہی ایماندار اور نیک فطرت انسان تھے۔ دوسروں سے ہمدردی اور محبت سے پیش آتے تھے۔ والدین کی خدمت بڑی توجہ سے کیا کرتے تھے۔ ان کے چچا نے مجھے بتایا کہ کام سے گھر آتے تھے تو پہلے والدین کو سلام کرتے تھے پھر بیوی بچوں کے پاس اپنے گھر جاتے تھے۔ اور روزانہ رات کو اپنے والد کے پاؤں دبا کے سویا کرتے تھے۔ انہوں نے والد والدہ کی کافی خدمت کی، خدمت کا حق ادا کیا۔ ڈیڑھ سال ہوا ان کی شادی کو، ان کی ایک چار ماہ کی وقفِ نو کی بچی ہے۔ اللہ تعالیٰ درجات بلند فرمائے۔

اگلا ذکر ہے **مکرم منور احمد قیصر صاحب (۔) ابن مکرم میاں عبدالرحمٰن صاحب کا۔** (۔) مرحوم کے خاندان کا تعلق قادیان سے تھا، قادیان سے پاکستان بننے کے بعد گوجرہ منتقل ہوئے۔ اس کے بعد لاہور شفٹ ہو گئے۔ ان کے خاندان میں سب سے پہلے حضرت عبدالعزیز صاحب جو آڑھتی تھے انہوں نے بیعت کی تھی۔ وہ (۔) حضرت مسیح موعود تھے۔ یہ (۔) مرحوم کے دادا مکرم میاں دوست محمد صاحب کے کزن تھے۔ ان کے دادا اور خاندان کے دیگر لوگوں نے خلافتِ ثانیہ میں بیعت کی۔ (۔) مرحوم پیشے کے لحاظ سے فوٹو گرافر تھے۔ پچھلے قریباً بیس سال سے جمعہ کے روز دارالذکر کے مین گیٹ پر ڈیوٹی دیا کرتے تھے۔ بوقتِ شہادت ان کی عمر 57 برس تھی۔

(۔) دارالذکر میں جامِ شہادت نوش فرمایا۔ دارالذکر کے مین گیٹ پر ڈیوٹی کے دوران کئی دفعہ اس بات کا اظہار کیا کہ اگر کوئی حملہ کرے گا تو میری لاش سے گزر کر ہی آگے جائے گا۔ سانحہ کے روز قریباً گیارہ بجے ڈیوٹی پر پہنچے فرنٹ لائن پر کھڑے تھے کہ 1:40 پر دہشتگردوں نے آتے ہی فائرنگ شروع کر دی۔ ایک کو تو انہوں نے مضبوطی سے پکڑ لیا جبکہ دوسرے نے آپ پر فائر کر کے آپ کو (۔) کر دیا۔ اہلیہ محترمہ نے چند دن قبل خواب میں دیکھا کہ ایک تابوت ہے جو عام سائز سے کافی اونچا ہے جس کے قریب ایک بنچ پڑا ہے۔ ان کے ایک عزیز بنچ پر پاؤں رکھ کر تابوت کے اندر لیٹ جاتے ہیں۔ پوچھنے پر کہ یہ کیوں لیٹے ہیں حالانکہ یہ تو اچھے بھلے ہیں، اہلیہ نے بتایا کہ جمعہ پر جانے سے پہلے میں نے ان کو گولڈن رنگ کا سوٹ استری کر کے دیا اور ساتھ ہی کہا کہ آج تو آپ دلہوں والا سوٹ پہن رہے ہیں۔ چنانچہ خوب تیاری کر کے نمازِ جمعہ کے لئے گئے۔ بے شمار خوبیوں کے مالک تھے۔ احساسِ ذمہ داری بہت زیادہ تھا۔ کبھی کسی سے شکوہ نہیں کیا۔ نمازوں کے پابند تھے۔ فوٹوسٹیٹ کا کام بھی کرتے تھے۔ قریبی کالج سے بچے فوٹوسٹیٹ کروانے آتے تو بغیر گنے ہی پیسے رکھ لیتے۔ کہتے تھے کہ کبھی کسی کے پاس پورے پیسے نہیں بھی ہوتے اس لئے میں نہیں گنتا۔ بعض دفعہ مخالفین آپ کی دکان پر آپ کے سامنے ہی مخالفانہ پوسٹر لگا جاتے تھے۔ آپ ان سے جھگڑا نہ کرتے اور بعد میں اتار دیتے۔ اپنے بیٹے کو کہا کرتے تھے کہ اگر کوئی زیادتی کرے تو خاموشی سے واپس آ جاؤ۔ اگر آپ نے جواب دیا تو پھر آپ نے اپنا معاملہ خود ہی ختم کر لیا۔ اگر اللہ پر چھوڑ دیا تو اللہ ضرور بدلہ لے گا۔

اگلا ذکر ہے **مکرم حسن خورشید اعوان صاحب (۔) ابن مکرم خورشید اعوان صاحب** کا۔

(۔) مرحوم کا تعلق بندیال ضلع چکوال سے تھا۔ ان کے والد اور دادا پیدائشی احمدی تھے۔ تاہم کچھ عرصہ قبل ان کی فیملی کے دیگر افراد نے کمزوری دکھاتے ہوئے ارتداد اختیار کر لیا جبکہ (۔) مرحوم بفضلہ تعالیٰ (۔) کے وقت تک جماعت سے وابستہ رہے۔ ان کے ایک اور بھائی مکرم سعید خورشید اعوان صاحب جو جرمنی میں ہیں، انہوں نے بھی جماعت کے ساتھ وابستگی رکھی۔ (۔) کے وقت ان کی عمر 24 سال تھی۔ غیر شادی شدہ تھے۔ (۔) دارالذکر میں جامِ شہادت نوش فرمایا۔ سانحہ کے روز دارالذکر میں نمازِ جمعہ ادا کرنے گئے۔ دہشتگردوں کے آنے پر گھر فون کر کے بتایا کہ (۔) پر حملہ ہو گیا ہے، میں زخمی ہوں، دعا کریں۔ اسی دوران دہشتگردوں کی فائرنگ سے (۔) ہو گئے۔ ان کے فیملی کے غیر از جماعت ممبران ان کے احمدی ہونے کے بارے میں اعتراضات کرتے رہے جس پر ان کے والدین ان کے دباؤ میں آ گئے اور اطلاع دی کہ اگر احمدی احباب نے نمازِ جنازہ پڑھی تو علاقے میں فساد پھیل جائے گا۔ یہاں پر ختمِ نبوت والے.......... کافی ایکٹو (Active) ہیں۔ انہی وجوہات کی بنا پر احمدی احباب کو نمازِ جنازہ ادا نہ کرنے دی گئی۔ غیر از جماعت نے ہی نمازِ جنازہ پڑھی اور تدفین کی۔ تاہم علاقے میں عام لوگ مجموعی طور پر اس امر پر افسوس کا اظہار کرتے رہے۔ شہید کے والد پہلے تو مخالفت کے باعث کوائف دینے سے انکار کرتے رہے، جس پر سمجھایا گیا کہ آپ کے بیٹے نے جان دے کر پیغام دیا ہے کہ دنیاوی لوگوں سے خوف نہ کھائیں، خواہ جان ہی کیوں نہ چلی جائے۔ (۔) مرحوم کی قربانیوں کو چھپانا (۔) کے ساتھ زیادتی ہے۔ لیکن پھر بھی انہوں نے کوئی کوائف نہیں دیئے۔ اللہ تعالیٰ (۔) کے درجات بلند فرمائے اور ان کی یہ قربانی ان کے گھر والوں کی بھی آنکھیں کھولنے کا باعث بنے۔

مکرم ملک حسن خورشید اعوان صاحب کے بارے میں امیر صاحب چکوال نے لکھا ہے کہ دعوت الی اللہ کا کوئی موقع بھی ہاتھ سے جانے نہ دیتے تھے۔ پچھلے چند سالوں سے آپ کے والد مکرم ملک خورشید احمد صاحب نے جماعت احمدیہ سے علیحدگی اختیار کی تو ملک حسن خورشید صاحب اپنے حقیقی عقیدہ یعنی احمدیت سے منسلک رہے اور تادمِ آخر اس کے ساتھ رہے۔ نمازِ جمعہ گڑھی شاہو دارالذکر میں جا کر ادا کرتے تھے۔ متعدد بار والدین کے اصرار کے باوجود اپنے ایمان پر قائم رہے۔

اگلا ذکر ہے **مکرم و محترم محمود احمد شاد صاحب (۔) مربی سلسلہ ابن مکرم چوہدری غلام احمد صاحب** کا۔ (۔) مرحوم کے خاندان کا تعلق خونن ضلع گجرات سے تھا۔ (۔) مرحوم کے دادا مکرم فضل داد صاحب نے بیعت کی تھی۔ (۔) مرحوم کے والد بہت متعصب تھے۔ ایک دفعہ ایک کتاب ''تبلیغ ہدایت'' فرش پر بکھری پڑی تھی اس کو اکٹھا کرنے لگے اور سوچا کہ اس کو پڑھنا نہیں ہے۔ لیکن جب ترتیب لگا رہے تھے تو کچھ حصہ پڑھا، دلچسپی پیدا ہوئی اور ساری کتاب پڑھنے کے بعد کہا کہ میں نے بیعت کرنی ہے۔ اور 1922ء میں گیارہ سال کی عمر میں بیعت کر لی۔ (۔) مرحوم کے والد صاحب نائب تحصیلدار رہے۔ آپ نے کبھی کسی سے رشوت نہیں لی تھی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی سندھ میں زمینوں کے مختارِ عام تھے اور انتہائی نیک اور متقی انسان تھے۔

(۔) مرحوم 31 مئی 1962ء کو پیدا ہوئے اور پیدائشی وقف تھے۔ 1986ء میں جامعہ پاس کیا۔ اس کے علاوہ محلے کی سطح پر متعدد جماعتی عہدوں پر خدمت کا موقع ملا۔ اس کے علاوہ نائب ایڈیٹر ماہنامہ خالد کے طور پر بھی کام کرتے رہے۔ پاکستان کے مختلف شہروں میں بطور مربی سلسلہ تقرری کے علاوہ تنزانیہ میں بھی گیارہ سال مربی سلسلہ کے طور پر خدمت کی توفیق پاتے رہے۔ بیت النور ماڈل ٹاؤن میں قریباً تین ماہ قبل تقرری ہوئی تھی۔ بوقتِ (۔) ان کی عمر قریباً 48 سال تھی اور نظامِ وصیت میں بھی شامل تھے۔ (۔) بیت النور ماڈل ٹاؤن میں جامِ (۔) نوش فرمایا۔

سانحہ کے روز نیا سوٹ پہنا، نیا رومال لیا۔ اپنی رہائش گاہ میں دو رکعت ادا کرنے کے بعد اپنے بیٹے کے ہمراہ نمازِ جمعہ کے لئے مین ہال میں پہنچ گئے۔ لوگوں نے بتایا کہ حملے کے دوران آپ مسلسل لوگوں کو دعاؤں کی طرف توجہ دلا رہے تھے۔ جب حملہ آور (۔) کے اندر آیا تو آپ نے بلند آواز میں نعرہ بھی لگایا اور مسلسل درود شریف کا ورد کرتے رہے۔ آپ کے سینے میں دو گولیاں لگی تھیں جس کی وجہ سے آپ کی (۔) ہو گئی۔ اس سانحہ میں آپ کا بیٹا اللہ کے فضل سے محفوظ رہا۔ (۔) مرحوم کی اہلیہ بتاتی ہیں کہ (۔) سے ایک روز قبل مؤرخہ 27 مئی کی رات ایم ٹی اے پر عہد نشر ہو رہا تھا۔ (وہ عہد جو خلافت کا میں نے خلافت جوبلی پر دہرایا تھا) انہوں نے اونچی آواز میں یہ عہد دوہرایا اور یہ ارادہ کیا کہ جمعہ کے دن خطبہ کے بعد پوری جماعت کے ساتھ یہ عہد دہرائیں گے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کو کچھ اور ہی منظور تھا۔ اہلیہ نے مزید بتایا کہ آپ بہت ہی نڈر تھے۔ جب جماعت کے خلاف آرڈیننس آیا تو اس کے کچھ عرصہ بعد اپنی ہمشیرہ کے ہمراہ سفر پر جا رہے تھے قمیص پر کلمہ طیبہ کا بیج لگا ہوا تھا۔ ان کی ہمشیرہ ڈر رہی تھیں اور احتیاط کے لئے ان سے کہا۔ لیکن انہوں نے جواب دیا کہ تمہارا ایمان اتنا کمزور ہے؟ سٹیشن پر اترنے کے بعد وہاں موجود پولیس اہلکار سے جا کر سلام کیا اور اپنی ہمشیرہ سے کہا دیکھو میں تو ان سے سلام کر کے آیا ہوں۔ آپ کو خدا تعالیٰ پر بہت ہی توکل تھا۔ (۔) مرحوم کی اہلیہ بتاتی ہیں کہ تنزانیہ میں بھی خدمت کے دوران ان کی مخالفت ہوئی اور اس دوران اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت کے نشان بھی دیکھے۔ 1999ء میں معاندِ احمدیت شیخ سعیدی نے مربی صاحب پر ایک الزام لگایا کہ انہوں نے کچھ غیر قانونی بندوں کو اپنے مشن ہاؤس میں پناہ دے رکھی ہے۔ پولیس مشن ہاؤس آ گئی اور تلاشی کے بعد مربی صاحب کو تھانہ لے گئی۔ یہ قصہ تنزانیہ کا ہے۔ مربی صاحب نے وہاں پہنچ کر اپنا اور جماعت کا تعارف کروایا تو پولیس والوں نے معذرت کرتے ہوئے آپ کو چھوڑ دیا۔ بعد ازاں پولیس سے بہت اچھے تعلقات بن گئے۔ اس کے تھوڑے ہی عرصے بعد شیخ سعیدی کو اسی الزام میں حکومت نے سعودی عرب سے ڈی پورٹ (Deport) کر دیا اور یہ خبر اخبارات میں بھی شائع ہوئی۔ ان کی اہلیہ کہتی ہیں تنزانیہ میں ہی ایک دفعہ جماعتی دورے پر جانے لگے تو مجھے ملیریا بخار تھا۔ میں نے کہا کہ میری طبیعت ٹھیک نہیں ہے اور آپ جا رہے ہیں؟ مربی صاحب کہتے ہیں کہ مَیں اللہ کا کام کرنے جا رہا ہوں اور تمہیں بھی اللہ کے حوالے کر کے جا رہا ہوں۔ (۔) کی اہلیہ بتاتی ہیں کہ ماڈل ٹاؤن لاہور میں تقرری کے کچھ عرصے بعد سے دھمکی آمیز ٹیلیفون کالز کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ جب پہلی کال آئی تو مربی صاحب ایک شادی کے فنکشن میں گئے ہوئے تھے۔ معلوم ہوا کہ کچھ لوگ آپ کا پیچھا کر رہے ہیں۔ تو خدام الاحمدیہ کے کچھ ممبران نے بحفاظت مربی صاحب کو گھر پہنچا دیا۔ گھر واپس پہنچنے پر

مجھے کہتے ہیں کہ دیکھو کیسی عظیم الشان جماعت ہے کہ ان خدام سے ہمارا کوئی دنیاوی رشتہ نہیں ہے لیکن ہر وقت یہ ہماری حفاظت کے لئے تیار رہتے ہیں۔ مربی صاحب کہتے ہیں کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی ہے کہ اگر تُو نے میری قربانی لینی ہے تو میں حاضر ہوں لیکن میری اولاد کو ہمیشہ خلافت سے وابستہ رکھنا۔ ان حالات میں جب ان کو بہنوں کے فون آتے اور وہ اس خواہش کا اظہار کرتیں کہ چھٹی لے کر ربوہ آ جائیں تو آپ کہتے کہ جب باقی احمدی قربانی دے رہے ہیں تو ہم قربانیاں کیوں نہ دیں اور میدان چھوڑ کر کیوں بھاگیں۔ ان حالات سے بعض دفعہ پریشان ہو کر مَیں جب رو پڑتی تو مجھے کہتے کہ (۔) کی فیملی کو اللہ تعالیٰ ضائع نہیں کرتا اور ان کی خود حفاظت فرماتا ہے۔

(۔) مرحوم کو دعوتِ الی اللہ کا بہت شوق تھا۔ (۔) سے ایک ماہ قبل ایک غیر از جماعت ڈاکٹر صاحب جو چاہتے تھے کہ ان کو مطمئن کیا جائے ان کی کافی مربیان سے بحث ہوئی لیکن ان کی تسلی نہیں ہو رہی تھی، تو مربی صاحب نے (شاد صاحب نے) دو تین مجلسوں کے دوران کئی کئی گھنٹے ان کو (۔) کی اور حضرت مسیح موعود کے الہامات اور کلام بڑے آبدیدہ ہو کر بڑی جذباتی کیفیت میں ان کو سناتے تھے۔ یہی ڈاکٹر صاحب جن کو (۔) کی جا رہی تھی کہتے ہیں کہ آج میرے لئے فرار ہونے کا کوئی راستہ نہیں۔ میں اب مطمئن ہو گیا ہوں۔ جو شخص خود آبدیدہ ہو کر مجھے (۔) کر رہا ہے ان کی جماعت جھوٹی کیسے ہو سکتی ہے۔ یہ بھی (۔) کرنے کا اپنا اپنا ہر ایک کا انداز ہوتا ہے اور جو دل سے نکلی ہوئی باتیں ہوتی ہیں پھر اثر کرتی ہیں اور پھر ڈاکٹر صاحب نے بیعت کر لی۔

مربی صاحب کے والدین کے علاوہ باقی تمام رشتے دار غیر از جماعت ہیں۔ آخری سانس تک ان کو بھی (۔) کرتے رہے۔ ہر غمی اور خوشی کے موقع پر اپنے بچوں کو خاص طور پر غیر از جماعت رشتے داروں کے پاس دکھانے کی غرض سے ساتھ لے جاتے تھے کہ دیکھو ہم میں اور اِن میں کیا فرق ہے؟ اِن لوگوں کے گلوں میں بدرسومات اور بدعات کا طوق ہے اور ہم خلافت کی لڑی میں پروئے ہوئے ہیں۔ ان کے بارے میں ایک صاحب نے مجھے خط میں لکھا کہ 2006ء میں خاکسار کو پنڈی میں اطلاع ملی، (یہ پنڈی کے ہیں) کہ محمود شاد صاحب مربی سلسلہ کو بیت الحمد مری میں تعینات کیا گیا ہے۔ خاکسار کو امیر صاحب ضلع راولپنڈی نے صدر حلقہ اور بیت الحمد شرقی کے علاوہ بیت الحمد مری روڈ، مربی ہاؤس مری روڈ اور گیسٹ ہاؤس مری روڈ کی نگرانی بھی سونپی تھی۔ تو امیر صاحب کی ہدایت آئی کہ مربی صاحب کے قیام و طعام کا بندوبست کریں۔ گیسٹ ہاؤس میں طعام کا ابھی بندوبست نہیں تھا۔ کھانا جو بھی پیش کیا جاتا مربی صاحب بڑے صبر و رضا کے ساتھ کھا لیتے۔ مربی ہاؤس اور گیسٹ ہاؤس مری روڈ تین منزلہ ہے۔ پہلے مربی ہاؤس دوسری منزل پر تھا۔ جماعت نے فیصلہ کیا کہ اسے تیسری منزل پر شفٹ کر دیا جائے اور پہلی دو منزلیں گیسٹ ہاؤس بنائی جائیں۔ تیسری منزل پر شدید گرمی ہوتی تھی۔ مگر مربی صاحب کمال صبر و رضا کے ساتھ وہاں مقیم رہے اور کبھی حرفِ شکایت زبان پر نہ لائے۔ خلیفۂ وقت کے خطباتِ جمعہ بڑے اہتمام سے سنتے تھے اور احبابِ جماعت کو بھی بار بار سننے کی تلقین کرتے تھے۔ اگر کبھی کسی جماعت میں ڈش خراب ہو گیا تو اس وقت تک چین سے نہیں بیٹھتے تھے جب تک ڈش درست نہ کروا لیتے تھے۔ مربی صاحب نہایت ہی نرم دل اور خوش مزاج انسان تھے۔ ہر ایک کے ساتھ دوستی اور پیار کا تعلق قائم کرتے۔ خاندانوں کا بہت علم رکھتے تھے۔ اس طرح احباب کے ساتھ ایک ذاتی تعلق بنا لیتے تھے۔ خطباتِ جمعہ میں حضرت مسیح موعود کی تحریرات اور منظوم کلام بھی بکثرت استعمال کرتے۔ دشمن کے ناکام و نامراد رہنے اور جماعت کی کامیابی پر کامل یقین تھا اور بڑی تحدی سے اس کا ذکر کرتے تھے۔ خطبات میں اکثر ان کی آواز بھرّا جاتی تھی۔ 28 مئی سے دو یا تین جمعہ پہلے عشرہ تعلیم القرآن کے سلسلے میں ماڈل ٹاؤن میں خطبہ دیا۔ اور حضرت مسیح موعود کا ایک انذار پڑھ کر سنایا جس میں جماعت کے ان لوگوں کا ذکر ہے جو قرآن کو باقاعدگی سے نہیں پڑھتے۔ اس پر جذبات کو قابو میں نہیں رکھ سکے اور آواز بھرّا گئی۔ خلافت، جماعت اور نظام کے تقدس کے بارے میں ایک ننگی تلوار تھے۔ اگر خلافت اور جماعت کے بارے میں کوئی معمولی سی بات بھی کر دیتا تو اسی وقت اس کا منہ بند کر دیتے اور اس وقت تک نہ چھوڑتے جب تک اس کو غلطی کا احساس نہ ہو جاتا۔ خاکسار کے حلقے میں (یہ وہی صاحب لکھ رہے ہیں اعظم صدیقی صاحب) کہ خاکسار کے حلقے کی مجلسِ عاملہ کا اجلاس اکثر رات کو نو یا دس بجے شروع ہوتا تھا۔ رات گئے سخت سردی میں سائیکل پر اجلاس میں شامل ہوتے اور اپنی ہدایت سے نوازتے۔ صدیقی صاحب لکھتے ہیں کہ جب ان کی لاہور میں تبدیلی ہوئی تو بڑے خوش تھے کہ ماڈل ٹاؤن میں تبدیلی ہو گئی ہے اور ساتھ جب میں نے بتایا کہ میری بھی سرکاری ملازمت لاہور پوسٹنگ ہو گئی ہے تو مذاق سے مجھے کہنے لگے کہ صدیقی صاحب! لاہور تک ساتھ جانا ہے یا آگے بھی ساتھ جانا ہے؟

ان کے بارہ میں ایک مربی صاحب نے مزید لکھا ہے کہ (۔) ایک ہنس مکھ اور بڑی سے بڑی مصیبت اور دکھ کو خندہ پیشانی سے برداشت کر کے مسکرانے والے تھے۔ دلیر اور نڈر تھے۔ (۔) کے شیدائی تھے۔ خاکسار کی تقرری جب تنزانیہ میں ہوئی تو ان کے ساتھ دارالسلام سے مورو گورو جا رہا تھا۔ راستے میں کچھ مولوی برلبِ سڑک نظر آئے۔ محمود شاد صاحب نے گاڑی روکی اور ان کو (۔) کرنے لگے جبکہ شام کا وقت ہو چلا تھا اور آگے راستہ بھی خطرناک تھا۔ ایک مجمع اکٹھا ہو گیا اور دعوتِ الی اللہ سے تمام لوگ مستفید ہوئے اور ان مولویوں کو لاجواب کر کے دوڑا دیا۔ گاڑی میں بیٹھتے ہوئے خاکسار کو کہا کہ ہمیں یہاں مذہبی آزادی ہے، ڈرنا نہیں کھل کر (۔) کریں۔ پھر ان کے بارے میں مزید لکھتے ہیں کہ (۔) مرحوم کئی بہنوں کے اکیلے بھائی تھے۔ اس لئے والدین اور خاص طور پر بیمار والدہ کی خوب خدمت کی۔ جب آپ کا تقرر بیرونِ ملک ہونے والا تھا تو پریشان تھے کہ بیمار والدہ کو کس کے پاس چھوڑ کر جاؤں گا؟ چنانچہ والدہ کی زندگی میں آپ کو پاکستان میں ہی خدمت کا موقع ملتا رہا۔

یہ بھی مربی صاحب ہیں، لکھ رہے ہیں کہ جب خاکسار کا تقرر 1999ء میں بطور امیر، انچارج (۔) تنزانیہ ہوا تو اس وقت آپ تنزانیہ میں تعینات تھے۔ بڑے ہی شوق اور لگن سے (۔) کیا کرتے تھے۔ نئی سے نئی جگہوں پر رابطے کر کے ویڈیو آڈیو کیسٹ کے ذریعے اور مجالس لگا کر آپ (۔) کیمپس لگایا کرتے تھے جس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ نے کئی جماعتیں بھی عطا کیں۔ آپ ارنگا (Iringa) تنزانیہ میں تعینات تھے کہ آپ کی کامیابیوں کو دیکھتے ہوئے مقامی علماء نے عرب ریاستوں کی طرف سے مذہبی امداد دینے والے ایجنٹوں سے ویسی ہی (۔) سہولیات کا مطالبہ کرنا شروع کیا جو احمدی (۔) محمود احمد شاد صاحب کو حاصل تھیں تا کہ وہ احمدیہ نفوذ کو روک سکیں۔ جب ایک ایک کر کے ان کی تمام (۔) ضروریات پوری کر دی گئیں اور کوئی نتیجہ نہ نکلا بلکہ احمدیت مزید تیزی سے صوبے میں پھیلتی رہی تو مقامی علماء سے پوچھا گیا کہ کیا وجہ ہے کہ تمام (۔) سہولیات کے حصول کے بعد بھی آپ کے کام کا کوئی نتیجہ نہیں نکل رہا؟ تو انہوں نے کہا کہ ابھی ہمارے پاس ایک چیز کی کمی ہے؟ وہ یہ کہ جماعت احمدیہ کے پاس پاکستانی (۔) ہے جو کہ ہمارے پاس نہیں ہے۔ اگر ہمیں بھی ایک پاکستانی (۔) دے دیا جائے تو اس کی رہنمائی میں ہم بھی کامیاب ہوں گے۔ یہ بھی بیچاروں کی غلط فہمی تھی کیونکہ ان کے جو غیر از جماعت پاکستانی (۔) آنے تھے انہوں نے ان کو (۔) کے بجائے صرف (۔) سکھانی تھیں۔

اگلا ذکر ہے **مکرم وسیم احمد صاحب** (۔) **ابن مکرم عبدالقدوس صاحب آف پون نگر** کا۔

(۔) مرحوم کا تعلق حضرت میاں نظام دین صاحب جنہوں نے حضرت مسیح موعود کے ہاتھ پر بیعت کی تھی اور حضرت بابو قاسم دین صاحب (۔) حضرت مسیح موعود کے خاندان سے ہے۔ حضرت بابو قاسم دین صاحب کافی لمبا عرصہ سیالکوٹ کے امیر مقامی اور امیر ضلع رہے ہیں۔ یہ خاندان اسی محلّے سے تعلق رکھتا ہے جس میں حضرت مسیح موعود دعویٰ سے قبل دورانِ ملازمت قیام پذیر رہے اور دعویٰ کے بعد اسی جگہ پر آ کر قیام فرماتے تھے۔ سیالکوٹ میں ایف ایس سی کے بعد یونیورسٹی آف پنجاب لاہور میں سپیس (Space) سائنس میں بی ایس سی میں ان کو سیلیکٹ کیا گیا۔ پھر اسی یونیورسٹی سے ایم ایس سی کمپیوٹر سائنس میں کیا۔ (۔) سے قبل سوفٹ ویئر کی ایک فرم میں بطور مینیجر

کام کر رہے تھے۔ بطور ناظم اطفال مجلس علامہ اقبال ٹاؤن خدمت کی توفیق پا رہے تھے۔ بوقتِ شہادت ان کی عمر 38 سال تھی اور نظامِ وصیت میں شامل تھے۔ (۔) دارالذکر میں جامِ شہادت نوش فرمایا۔

(۔) مرحوم ہمیشہ نمازِ جمعہ (۔) دارالذکر میں ادا کرتے تھے۔ سانحہ کے روز بھی مال روڈ پر واقع اپنے دفتر سے نماز ادا کرنے کے لئے دارالذکر پہنچے۔ عموماً مین ہال کی پہلی صف میں بیٹھتے تھے۔ سانحہ کے روز بھی پہلی صف میں ہی بیٹھے اور دہشتگردوں کے آنے پر امیر صاحب کے حکم پر وہیں بیٹھے رہے۔ جب باقی دوست ہال کے پچھلے گیٹ سے جان بچانے کے لئے باہر جارہے تھے تو ان کو بھی کہا گیا لیکن انہوں نے کہا کہ پہلے باقی دوست چلے جائیں، پھر میں جاؤں گا۔ اسی دوران دہشتگردی کی گولیوں سے (۔) ہوگئے۔ (۔) مرحوم کی (۔) پر ان کے دفتر والوں نے ان کی یاد میں اپنے دفتر میں دو گھنٹے کا پروگرام بھی رکھا۔ تمام سٹاف تعزیت کے لئے ان کے گھر بھی آیا اور بہت اچھے الفاظ میں (۔) کو یاد کیا۔ ان کی (۔) پر ان کے دفتر کا سٹاف ہسپتال میں بھی ان کی مدد کے لئے موجود تھا اور تدفین کے لئے ربوہ بھی آئے۔ ان کی کمپنی کے ڈائریکٹر کراچی سے تعزیت کے لئے سیالکوٹ بھی آئے اور ربوہ بھی آئے اور بہت دکھ اور رنج کا اظہار کیا۔ (۔) مرحوم کی اہلیہ بتاتی ہیں کہ اپنے والدین اور بزرگوں کے نہایت ہی فرمانبردار تھے۔ ہر کسی سے عزت و احترام سے پیش آتے تھے۔ والدین کے ساتھ کبھی بھی اونچی آواز میں بات نہیں کی بلکہ اس چیز کو گناہ سمجھتے تھے۔ جماعت کے نہایت ہی خدمت کرنے والے ممبر تھے۔ جماعت لاہور کے چندوں کے حوالے سے سوفٹ ویئر بھی تیار کیا۔ ناظم اطفال کے طور پر خدمت کرتے رہے اور بچوں سے نہایت ہی شفقت اور محبت کا تعلق تھا۔ (۔) کے بعد ان کا جنازہ ان کے خاندان والے لاہور سے سیالکوٹ لے گئے جہاں نمازِ جنازہ ادا کرنے کے بعد تدفین کے لئے ربوہ لے آئے۔ وسیم صاحب کو (۔) کی بہت تمنا تھی۔ اکثر کہتے تھے کہ اگر کبھی میری زندگی میں ایسا وقت آیا تو میرا سینہ سب سے آگے ہوگا۔

مکرم عمران ندیم صاحب سیکرٹری اشاعت مجلس اطفال الاحمدیہ ضلع لاہور ان کے بارے میں بتاتے ہیں کہ نہایت دھیمی طبیعت تھی، اطاعت کا مادہ بہت زیادہ تھا، بڑے آرام سے اور غور سے بات سنتے اور پھر ہدایت پر عمل کرتے۔ کسی اجلاس یا پروگرام میں بچوں کو شامل کرنے کے لئے اپنی گاڑی پر بڑی ذمہ داری سے لاتے اور گھر واپس چھوڑتے۔ دوسروں کے بچوں کو گھروں سے اکٹھا کرتے تھے۔ آخری دم تک یہ جماعتی خدمات سرانجام دیتے رہے۔ صدر صاحب حلقہ علامہ اقبال ٹاؤن ان کے بارے میں بتاتے ہیں کہ بہت ہی مخلص احمدی نوجوان تھے۔ مجلس خدام الاحمدیہ کے کاموں میں بہت دلچسپی لیتے تھے۔ اطفال کی تعلیم و تربیت کے لئے بہت ہی بہترین رہنما تھے۔ وسیم صاحب پانچ بہن بھائیوں میں سب سے بڑے تھے۔ نہایت ہی لائق ذہین اور محنتی نوجوان تھے۔ ان کی والدہ محترمہ نے ان کی تعلیم و تربیت میں بہت اہم کردار ادا کیا تھا۔ والدین کے کم تعلیم یافتہ ہونے کے باوجود والدین کی خواہش تھی کہ ان کی اولاد تعلیم حاصل کرے۔ چنانچہ اپنی لگن اور علم سے محبت کی بدولت کامیاب ہوئے۔

ان کی اہلیہ نے مجھے خط لکھا تھا، کہتی ہیں کہ ان کی خوبیاں تو شاید میں گنوا ہی نہیں سکتی۔ حضور! اگر میں یہ کہوں کہ وہ ایک فرشتہ صفت انسان تھے تو جھوٹ بالکل نہ ہوگا۔ یہ تو پورے خاندان کے افراد کا کہنا ہے کہ وسیم صاحب جیسا دوسرا نہیں۔ میں تو یہی سوچتی ہوں کہ خدا تعالیٰ نے یہ اعزاز وسیم صاحب کی اعلیٰ اور نمایاں خوبیوں کی وجہ سے ہی دیا ہے اور وسیم نے نہ صرف والدین کا اور میرا بلکہ پورے خاندان کا سر فخر سے بلند کر دیا۔ پھر لکھتی ہیں کہ جماعت سے محبت کوٹ کوٹ کر بھری تھی۔ دو سال سے ناظم اطفال علامہ اقبال ٹاؤن لاہور تھے۔ بچوں سے بہت پیار کرتے تھے۔ انتہائی دفتری مصروفیات کے باوجود بچوں کے پروگرام کرواتے اور انہیں علمی مقابلہ جات کے لئے تیار کرتے۔ کمزور بچوں پر توجہ دیتے اور ان کے والدین کو بھی تاکید کرتے کہ بچوں کو آگے لائیں۔ اکثر ہماری مجلس کے بچے بہت انعامات جیتتے اور پھر وسیم صاحب کو دلی خوشی ہوتی تھی۔ اپنی گاڑی پر بچوں کو دارالذکر لے کر جاتے اور واپس گھروں تک پہنچاتے۔ غرض ہر کام کو محنت اور لگن سے کرتے تھے۔ دفتری مصروفیات کے باوجود اکثر شام کو دارالذکر میں میٹنگ کے لئے جاتے اور باجماعت نماز ادا کرتے۔ دفتر میں باقاعدگی سے نماز کے وقت نماز ادا کرتے تھے۔ میں نے اکثر وسیم صاحب کو نماز ادا کرتے ہوئے غور کیا کہ وہ نماز ادا کرتے ہوئے حق ادا کرتے تھے۔ کبھی نماز میں جمائی لیتے یا کوئی ایسی حرکت کرتے ہوئے نہیں دیکھا جس سے لگے کہ ان کا نماز میں دھیان نہیں ہے۔ ایسا لگتا تھا جیسے وہ واقعی ہی خدا تعالیٰ کو سامنے دیکھ کر دعا کر رہے ہیں۔ پھر لکھتی ہیں: مالی قربانی میں بھی وسیم صاحب ہمیشہ پیش پیش رہتے تھے۔ ہمیشہ اپنی تنخواہ پر پورے دس حصہ ادا کرتے۔ اور اس کے علاوہ جو بھی چندہ جات ہوتے ان میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔ کبھی بھی اپنی ذات پر فالتو پیسے خرچ نہیں کرتے تھے۔ کبھی اپنے والدین کے سامنے اونچی آواز سے بات نہیں کی۔ نہ صرف والدین سے بلکہ کسی سے بھی کبھی اونچی آواز سے بات نہیں کی۔ انتہائی نرم مزاج تھے۔ میں نے اپنی پوری شادی شدہ زندگی میں ان کے منہ سے کبھی کوئی سخت بات نہیں سنی۔ وسیم صاحب کا چہرہ ہر وقت مسکراتا رہتا تھا اور کبھی میں کسی بات پر ناراض ہوتی تو بڑے پیار سے مناتے اور جب تک میری ناراضگی دور نہیں ہو جاتی منانا نہیں چھوڑتے تھے۔ (۔) کے بعد جب ان کی میت گھر لائی گئی تو ان کے چہرے پر وہی مسکراہٹ اور سکون تھا جو ہر وقت ان کے چہرے پر ہوتا تھا۔ کوئی بھی مہمان ہو ہر ایک سے بہت عمدہ طریق سے ملتے۔ ماں باپ کا، بہن بھائیوں کا ہر طرح سے خیال رکھتے تھے۔ عزیز رشتے داروں سے کبھی بھی کوئی ناراضگی نہ رکھتے تھے یہاں تک کہ آفس کے لوگ بھی کہتے کہ وسیم صاحب نے کبھی اپنے جونیئرز سے سخت لہجے میں بات نہیں کی۔ وسیم صاحب نڈر قسم کے انسان تھے۔ احمدی ہونے پر فخر تھا۔ گاڑی میں تشحیذ رسالے اکثر پڑے ہوتے تھے۔ ان کا جونیئر جو کہ احمدی تھا، انہیں اکثر کہتا تھا کہ وسیم صاحب! کہیں کوئی (۔) فطرت انسان دیکھ کر آپ کو نقصان نہ پہنچائے؟ تو وسیم صاحب کہتے کہ یار! (۔) کا رتبہ ہر ایک کی قسمت میں نہیں ہوتا۔ گھر میں بھی اکثر کہتے تھے کہ (۔) سے کبھی نہیں ڈرنا چاہئے کیونکہ ہم جیسے گناہگاروں کو ایسا اعزاز کہاں ملتا ہے۔ ان کے جونیئر تھے اسد، انہوں نے بتایا کہ وسیم صاحب اور وہ اگلی صف میں بیٹھتے تھے، جیسے ہی فائرنگ شروع ہوئی تو سب لوگ ہال کے ایک طرف اکٹھے ہوگئے اور کسی دروازے سے باہر نکل رہے تھے۔ اسد نے وسیم کو آواز دی لیکن وسیم نے کہا کہ پہلے اگلے لوگوں کو نکل جانے دو پھر میں آتا ہوں۔ اسی دوران وسیم صاحب کو آٹھ گولیاں پیٹ میں لگیں اور ایک گھنٹے کے اندر (۔) ہوگئی۔

اگلا ذکر ہے **مکرم وسیم احمد صاحب** (۔) **ابن مکرم محمد اشرف صاحب چکوال** کا۔ (۔)

مرحوم کے آباؤ اجداد کا تعلق رتوچھہ ضلع چکوال سے تھا (۔) مرحوم نے میٹرک تک تعلیم اپنے آبائی گاؤں سے حاصل کی۔ پھر فوج میں بطور لانس نائیک ملازمت شروع کر دی۔ فوج سے ریٹائرمنٹ کے بعد اسلام آباد میں ایک سیکیورٹی کمپنی میں ملازمت شروع کی۔ بعد ازاں 2009ء میں (۔) دارالذکر میں سیکیورٹی گارڈ کی ملازمت شروع کر دی۔ ان کے خسر مکرم عبدالرزاق صاحب نظارتِ علیاء صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کے ڈرائیور تھے۔ (۔) کے وقت وسیم احمد صاحب کی عمر 54 سال تھی۔ (۔) دارالذکر میں ڈیوٹی دینے کے دوران جامِ (۔) نوش فرمایا۔ سانحے کے روز وسیم صاحب (۔) دارالذکر کے مین گیٹ پر ڈیوٹی پر تھے۔ حملہ آوروں نے دور ہی سے فائرنگ شروع کر دی جس سے سانحے کے آغاز میں ہی ان کی (۔) ہوگئی۔ (۔) مرحوم کی دو شادیاں ہوئی تھیں۔ 1983ء میں پہلی بیوی کی وفات ہوگئی پھر 1990ء میں عبدالرزاق صاحب جن کا میں نے ذکر کیا ہے ان کی بیٹی سے شادی ہوئی۔ ان کی اہلیہ بتاتی ہیں کہ بہت ہی اچھے انسان تھے۔ معاشرے میں بہت اچھا مقام تھا۔ ہر ایک کے ساتھ بہت اچھے تعلقات تھے۔ ہر رشتے کے لحاظ سے بہت اچھے انسان تھے۔ خاص طور پر یتیم بچے اور بچیوں کے ساتھ بہت اچھا سلوک کرتے تھے۔ چاہے وہ رشتے دار، غیر رشتے دار غیر از جماعت یا احمدی ہوتا۔ جماعتی خدمات کا بہت جوش اور جذبہ تھا۔ اسی لئے جب بھی لاہور سے چھٹی پر گھر آتے تو بتاتے کہ میں ادھر بہت خوش ہوں، (۔) میں آنے والا ہر احمدی چاہے وہ چھوٹا ہے یا بڑا ہر ایک بہت عزت سے ملتا ہے۔ (۔) مرحوم کے

بچوں نے بتایا کہ ہمارے ابّو بہت اچھے انسان تھے۔ ہمارے ساتھ بہت اچھا تعلق تھا۔ ہر ایک خواہش کا احترام کرتے تھے۔ بیٹی نے بتایا کہ خاص طور پر میری ہر خواہش پوری کرتے تھے۔ بچوں کی تعلیم کے بارہ میں بہت جذبہ اور شوق تھا۔ بیٹی نے بتایا کہ مجھے کہتے تھے کہ میں تمہیں تعلیم حاصل کرنے کے لئے ربوہ بھیج دوں گا۔ ماحول اچھا ہے اور وہیں جماعت کی خدمت کرنا۔ چاہے مجھے تمہارے ساتھ ربوہ میں ہی کیوں نہ رہنا پڑے۔ بہت ہی شفقت اور پیار کرنے والے باپ تھے۔

(۔) مرحوم کی اہلیہ نے مزید بتایا کہ (۔) سے کچھ روز قبل فون کر کے مجھے بتایا کہ میں ڈیوٹی پر کھڑا تھا، صدر صاحب حلقہ (۔) میں تشریف لائے۔ میرے پاس سے گزرے تو میں نے کہا صدر صاحب! میری وردی پرانی ہوگئی ہے اگر مجھے نئی وردی لے دیں تو ہر ایک آنے والے کو اچھا محسوس ہوگا۔ لہٰذا صدر صاحب نے نئی وردی لے دی۔ (۔) والے روز سانحہ سے قبل فون کر کے بتایا کہ میں نے نئی وردی پہنی ہے۔ اسی وردی میں (۔) کا رتبہ پایا۔ ان کی اہلیہ لکھ رہی ہیں کہ شہادت کی خبر پہلے ٹی وی کے ذریعہ ملی کہ لاہور میں احمدی (۔) پر حملہ ہوگیا ہے۔ پھر ہم نے لاہور وسیم صاحب کے نمبر پر رابطہ کرنے کی کوشش کی لیکن رابطہ نہ ہوسکا۔ وسیم صاحب کے نمبر سے کسی احمدی بھائی نے فون کر کے خبر دی کہ وسیم صاحب (۔) ہوگئے ہیں۔ یہ خبر سن کر بہت دکھ اور تکلیف بھی ہوئی لیکن (۔) جیسا بلند مرتبہ پانے پر بہت خوشی تھی اور سر فخر سے بلند تھا کہ (۔) میں نمازیوں کی حفاظت کرتے ہوئے (۔) پائی۔ (۔) مرحوم پنجوقتہ نماز کے پابند تھے، نیکی کے ہر کام میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے۔

اگلا ذکر ہے **مکرم نذیر احمد صاحب** (۔) **ابن مستری محمد یاسین صاحب** کا۔ (۔) مرحوم اپنے خاندان میں اکیلے احمدی تھے اور اکیلے احمدی ہونے کی وجہ سے پورے خاندان میں مخالفت تھی۔ (۔) مرحوم تجنید اور بجٹ کے لحاظ سے حلقہ کوٹ لکھپت میں شامل تھے۔ نماز جمعہ ادا کرنے کے لئے (۔) بیت النور ماڈل ٹاؤن میں آتے۔ اس کے علاوہ باقی نمازیں اپنے حلقے میں واقع نماز سینٹر میں ادا کرتے۔ بوقتِ (۔) ان کی عمر 72 سال تھی۔ (۔) ماڈل ٹاؤن بیت النور میں جامِ شہادت نوش فرمایا۔ ان کی نمازِ جنازہ اور تدفین ان کے غیر از جماعت رشتے داروں نے ہی ادا کی اور کوٹ لکھپت قبرستان میں دفن کیا۔ (۔) مرحوم نمازِ جمعہ کی ادائیگی کے لئے (۔) بیت النور ماڈل ٹاؤن پہنچے ہی تھے۔ اس دوران دہشتگردوں نے حملہ کر دیا اور گولیاں لگنے سے (۔) ہوگئے۔ ان کا جسدِ خاکی جناح ہسپتال میں رکھا گیا جہاں سے ان کے بھانجے جو غیر از جماعت ہیں نعش کو جنازہ اور تدفین کے لئے لے گئے۔ ....دارالذکر میں ان کا نمازِ جنازہ غائب ادا کیا گیا۔

(۔) مرحوم چندہ جات کی ادائیگی میں باقاعدہ تھے اور نمازی بھی تھے۔ خاندان میں شدید مخالفت کے باوجود شہادت پانے تک مضبوطی سے احمدیت پر قائم رہے۔ ان کے بارہ میں صدر صاحب نے مزید لکھا ہے کہ مین بازار میں ان کی اپنی قیمتی جائیداد تھی۔ ان کی دکانیں تھیں، دکانوں پر بھتیجوں نے زندگی میں ہی قبضہ جما لیا تھا۔ ایسے حالات میں ساری عمر سادہ زندگی بسر کی۔ خاندان کی مخالفت بھی برداشت کی لیکن احمدیت سے تعلق نہ توڑا اور نہ کمزور ہونے دیا۔ شہادت تک باقاعدہ بجٹ کے ممبر تھے گو آمد نہ ہونے کے برابر رہ گئی تھی مگر ادائیگی کرتے تھے۔ پرانی وضع کے آدمی تھے۔ سادہ لباس اور باقاعدگی سے جمعہ کی ادائیگی کے لئے سائیکل پر بیت النور وقت پر پہنچتے تھے اور پہلی صف میں بیٹھتے تھے۔ ہر ایک کو بڑی گرمجوشی سے ملتے تھے اور جب (۔) میں آتے تھے تو بڑا وقت گزارتے تھے کہ جتنا زیادہ وقت احمدیوں کے درمیان میں گزرے اتنا اچھا ہے۔ انہوں نے باوجود مخالفت کے گھر کے اندر اور باہر حضرت مسیح موعود اور خلفاء کی تصویریں لگائی ہوئی تھیں۔ عہدیداروں سے عقیدت رکھتے تھے۔ (۔) کا شوق جنون کی حد تک تھا۔ جہاں آپ کی رہائش ہے وہاں مخالفین کی سرگرمیاں عروج پر ہیں مگر کسی خوف کے بغیر دعوتِ الی اللہ جاری رکھتے تھے۔

اگلا ذکر ہے **مکرم محمد حسین صاحب** (۔) **ابن مکرم نظام دین صاحب** کا۔ (۔) مرحوم کے خاندان کا تعلق ضلع گورداسپور سے تھا۔ آپ کی پیدائش بھی وہیں ہوئی۔ کوئی دنیاوی تعلیم حاصل نہیں کی۔ لیکن قرآنِ مجید پڑھنا جانتے تھے۔ مکرم شیخ فضل حق صاحب سابق صدر جماعت سبّی کے ذریعے بیعت کر کے جماعت احمدیہ میں شامل ہوئے۔ ان کے خاندان میں خود یہ اور ان کی ایک بہن احمدی تھی۔ مکرم انعام الحق کوثر صاحب مربی سلسلہ شکاگو امریکہ کے ماموں تھے۔ کچھ عرصہ ایم ای ایس لیبر سپروائزر کے طور پر کام کرتے رہے۔ کارپینٹر کی حیثیت سے بھی کام کیا۔ ملازمت کے بعد کوئٹہ میں فرنیچر کی دکان بھی تھی۔ فرقان فورس میں خدمت کی توفیق پائی۔ بوقتِ (۔) ان کی عمر 80 سال تھی اور (۔) دارالذکر میں جامِ شہادت نوش فرمایا۔ جمعہ کے روز صدقہ دینا ان کا معمول تھا۔ گھر سے گیارہ بجے تیار ہو کر نمازِ جمعہ کی ادائیگی کے لئے نکل پڑتے۔ سانحہ کے روز (۔) دارالذکر کے مین ہال میں موجود تھے۔ ان کی نعش دیکھی گئی تو ان کے دائیں جانب کا سارا حصہ جل چکا تھا۔ پیٹ پر بھی کافی زخم تھے۔ غالباً گرنیڈ پھٹنے سے (۔) ہوئی ہے۔ شام کو میو ہسپتال سے ان کے غیر از جماعت لواحقین ان کی نعش لے گئے اور جنازہ اور تدفین بھی انہوں نے ہی کی۔ اہلِ خانہ کے مطابق (۔) مرحوم نماز کے پابند تھے۔ چندہ جات باقاعدگی سے ادا کرتے تھے۔ باوجود اس کے کہ مالی حالت زیادہ اچھی نہ تھی اپنی ضروریات سے بچا کر غریب اور ضرورتمندوں کی بلاتفریق مذہب وملّت مدد کرتے تھے۔ جماعت سے بہت مضبوط تعلق تھا۔ اہلِ خانہ نے مزید بتایا کہ عام طور پر نمازِ جمعہ کی ادائیگی کے لئے پہلی صفوں میں بیٹھتے تھے۔ بڑھاپے کی وجہ سے یہ یاد نہ رہتا تھا کہ آج کونسا دن ہے؟ کیونکہ گھر والے تمام غیر از جماعت ہیں، تو وہ نہ بتاتے تھے کہ آج جمعہ ہے۔ شہید مرحوم نے ایک فقیر کے آنے کی نشانی رکھی ہوئی تھی کہ یہ فقیر جمعہ کو آتا ہے، کبھی بھول جاتے تو اس فقیر کو دیکھ کر یاد آجاتا کہ آج جمعہ ہے۔ ایک دن فقیر نہ آیا لیکن اچانک ایک بیٹی نے یاد دلایا کہ آج جمعہ ہے اور بغیر کھانا کھائے ہی جلدی میں نمازِ جمعہ کی ادائیگی کے لئے گھر سے نکل گئے۔ بڑے بیٹے نے بتایا کہ عموماً رات کو بستر پر نہ ہوتے۔ جب ان کو ڈھونڈتے تو جائے نماز پر نماز ادا کر رہے ہوتے۔ بچوں کو کہا کرتے تھے کہ مجھے اہلِ بیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ہے اور تم کو نہیں ہے۔ میں نے خواب میں اہلِ بیت سے ملاقات بھی کی ہے۔ بیٹے نے مزید بتایا کہ عموماً دس محرم کو روزہ رکھا کرتے تھے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے دورہ کوئٹہ کا بہت ذکر کیا کرتے تھے کہ جب حضور کا پارک ہاؤس والی کوٹھی میں قیام تھا تو انہوں نے وہاں پر دن رات مرمت وغیرہ کا کام کیا۔ جب حضرت مصلح موعود تشریف لائے تو فرماتے تھے کس نے کام کروایا ہے۔ دیواروں سے خلوص ٹپک رہا ہے۔ اسی قیام کے دوران ایک دن پانی کا پائپ لیک (Leak) کر رہا تھا تو ٹھیک نہ کر سکا، تو حضور نے فرمایا کہ محمد حسین کو بلاؤ وہ ٹھیک کر دے گا۔ اور جب انہوں نے ٹھیک کر دیا تو بہت خوش ہوئے۔ فرمایا دیکھو میں نے کہا تھا ناں کہ محمد حسین ٹھیک کر دے گا۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند کرے اور ان کی اولاد کو بھی احمدیت حقیقی (۔) کو پہچاننے کی توفیق عطا فرمائے۔

یہ واقعات تو ایسے ہیں کہ اگر ان کی تفصیلات میں جایا جائے تو یہ لمبا سلسلہ چلا جائے گا۔ اس لئے میں نے مختصر بیان کئے ہیں، لیکن ایک (۔) کا ذکر جو پہلے ہو چکا ہے وہ بہت ہی مختصر تھا ان کی اہلیہ نے بعد میں کچھ کوائف بھیجے ہیں، اس لئے ان کا مختصر ذکر میں دوبارہ کر دیتا ہوں۔

ڈاکٹر عمر احمد صاحب (۔) ہیں۔ ان کی اہلیہ نے لکھا کہ میرا اور ان کا ساتھ تو صرف ڈیڑھ سال کا ہے لیکن اس عرصے میں مجھے نہایت ہی پیار کرنے والے شفیق، کم گو اور سادہ طبیعت انسان کے ساتھ رہنے کا موقع ملا۔ بچپن سے ہی (۔) کا شوق تھا۔ دوسری اور تیسری کلاس میں تھے کہ میجر عزیز بھٹی کو خط لکھا کہ مجھے آپ بہت اچھے لگتے ہیں۔ عزیز بھٹی شہید فوجی تھے پاکستان کے، ان کا کتاب میں ذکر تھا۔ اور ایک فرضی خط لکھا کہ مجھے آپ بہت اچھے لگتے ہیں میں بھی آپ کی طرح (۔) ہونا چاہتا ہوں۔ یہ مختصر خط ان کی والدہ کے پاس محفوظ ہے۔ شادی کے بعد اکثر (۔) کے موضوع پر بات کرتے رہتے تھے۔ ایک دن کہنے لگے کہ میں نے بہت ہی غور کیا ہے اور میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ جنت میں جانے کا واحد شارٹ کٹ شہادت ہے۔ لیکن میری قسمت میں کہاں؟ انہوں نے دو دفعہ آرمی میں کمیشن کی کوشش کی تھی لیکن دونوں دفعہ آخری سٹیج پر رہ گئے۔ اس کا انہیں

بہت دکھ تھا۔ وہ خیال کرتے تھے کہ (۔) کے لئے فوج ہی اچھا ذریعہ ہے۔ یہ ان لوگوں کو بھی جواب ہے جو کہتے ہیں کہ جماعت احمدیہ ملک کے خلاف ہے۔ ان میں ملک کی خدمت کا جذبہ اس طرح کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ کہتی ہیں کہ مجھے اکثر کہا کرتے تھے کہ دیکھنا جب بھی جماعت کو کوئی ضرورت ہوئی تو عمر پہلی صف میں ہوگا اور سینے پر گولی کھائے گا۔ اور یہ جو خط لکھا تھا میجر عزیز بھٹی شہید کو اس کے نیچے بھی لکھا تھا ''میجر عمر شہید''۔ گھر پر ہوتے تو (۔) میں جا کر نماز ادا کرتے۔ نماز مغرب پر (۔) جاتے اور عشاء پڑھنے کے بعد کچھ نہ کچھ جماعتی کام کرنے کے بعد واپس آتے، یہ ان کا معمول تھا۔ خدام الاحمدیہ میں نہایت مستعد تھے۔ سال میں ایک دو دفعہ وقفِ عارضی پر جاتے تھے۔ خدمتِ خلق کا بے انتہا شوق تھا۔ سال میں دو دفعہ ضرور خون کا عطیہ دیا کرتے تھے۔ جس دن دارالذکر میں زخمی ہوئے اس دن صبح دفتر جانے کے لئے جلدی میں نکلے یہ کہتے ہوئے کہ مجھے دیر ہو رہی ہے۔ چونکہ ان کے آفس سے (۔) دارالذکر قریب پڑتی تھی اس لئے وہ جمعہ وہیں پڑھتے تھے۔ میری چھوٹی سے چھوٹی اور بڑی سے بڑی ضرورت کا خیال رکھا۔ اپنی بیٹی سے جو کہ اب آٹھ ماہ کی ہوگئی ہے بہت پیار کرتے تھے۔ دفتر سے آ کر اس کے ساتھ بہت دیر تک کھیلتے تھے۔ اس کے بارے میں کسی بھی قسم کی بے احتیاطی برداشت نہیں کرتے تھے۔ اہلیہ لکھتی ہیں کہ صرف اپنی بیٹی ہی نہیں بلکہ تمام بچوں سے بہت شفقت کا سلوک کرتے اور کہتے تھے کہ بچے معصوم ہوتے ہیں اس لئے مجھے پسند ہیں۔ لکھتی ہیں کہ (۔) سے قریباً دو ماہ قبل میں نے خواب میں دیکھا کہ عمر کی دوسری شادی ہو رہی ہے اور میں زار و قطار رو رہی ہوں۔ اس خواب کا ذکر میں نے عمر سے بھی کیا لیکن انہوں نے ہنس کر ٹال دیا۔ لکھتی ہیں کہ بہت زیادہ صفائی پسند تھے۔ اسی طرح دل کے بھی بہت صاف تھے۔ کبھی کسی کو تکلیف نہ دی۔ سخت گرمی میں بھی، پاکستان میں گرمی بہت شدید ہوتی ہے ہر ایک جانتا ہے دوپہر کو آفس سے آتے تو ہلکی سی گھنٹی بجاتے تا کہ کوئی ڈسٹرب نہ ہو۔ اکثر اوقات تو کافی کافی دیر آدھ آدھ گھنٹہ تک باہر ہی خاموش کھڑے رہتے۔ آفس کے تمام لوگ بے حد تعریف کرتے تھے۔ یہ گورنمنٹ ریسرچ کے ادارے میں تھے اور وہ کہتے تھے کہ ہمارا ایک بہت ہی پیارا بچہ ہم سے علیحدہ ہوگیا۔ آفس کا تمام سٹاف گھر افسوس کرنے کے لئے آیا۔ جب بھی کوئی پریشانی ہوتی تو فوراً خلیفۂ وقت کو خط لکھتے۔ اور کہتی ہیں مجھے بھی کہتے تھے کہ خط ضرور لکھا کرو۔ میرے والدین اور تمام عزیز رشتے داروں کی بہت زیادہ عزت کیا کرتے تھے۔ اپنے دوستوں کی بہت عزت کرتے تھے۔ ان کے لئے ضرور تھوڑا بہت وقت نکالتے۔ خلیفۂ وقت کی طرف سے جو بھی تحریک ہوتی چاہے وہ دعاؤں کی ہو، روزہ ہو، تہجد ہو، صدقات ہوں فوراً اس پر کمربستہ ہو جاتے۔ تمام چندہ جات بروقت ادا کرتے اور ہمیشہ صحیح آمد پر چندہ بنواتے تھے، بجٹ بنواتے تھے۔ 23 مئی کو انہوں نے چندہ حصہ آمد کی آخری قسط جو کہ ساڑھے نو ہزار روپے تھی ادا کی اور گھر آ کر مجھے اور باقی سب گھر والوں کو بڑی خوشی سے بتایا کہ شکر ہے کہ آج چندہ پورا ہوگیا۔ جب سے سیدنا بلالؓ فنڈ کا اجراء ہوا اس وقت سے اس فنڈ میں باقاعدگی سے چندہ دیتے تھے۔ کبھی گھر میں سالگرہ منانے اور تحائف دینے کی بات ہوتی تو سخت ناپسند کرتے اور کہتے کہ آپ کو پتہ نہیں کہ حضور نے منع فرمایا ہے بلکہ کہتے کہ یہ پیسے جماعت کی کسی مد میں دے دو تو زیادہ اچھا ہے۔ چند دن ہسپتال میں رہے پھر اس کے بعد ان کی (۔) ہوئی ہے۔

یہ اب (۔) کا ذکر تو ختم ہوا۔ یہ ذکر جو میں نے (۔) کا کیا ہے اس میں ہمیں ان سب میں بعض اعلیٰ صفات قدر مشترک کے طور پر نظر آتی ہیں۔ ان کا نمازوں کا اہتمام اور نہ صرف خود نمازوں کا اہتمام بلکہ اپنے بچوں اور گھر والوں کو بھی اس طرف توجہ دلانا۔ کوئی اپنے کام کی جگہ سے فون کر کے بچوں کو نماز کی یاددہانی کروا رہا ہے تو کوئی (۔) اور نماز سینٹر دور ہونے کی وجہ سے گھر میں ہی نماز باجماعت کا اہتمام کر رہا ہے۔ کیوں؟ اس لئے کہ انہیں فکر تھی کہ نمازیں ان کی اور ان کے اہل کی اس دنیا میں بھی اور اخروی زندگی میں بھی خیر اور بھلائی کی ضمانت ہیں۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا قرب پانے کے راستے عبادات سے ہی متعین ہوتے ہیں۔ ان سب میں ہم نماز جمعہ کا خاص اہتمام دیکھتے ہیں۔ بعض نوجوان گھر سے تو یہ کہہ کر نکلتے تھے کہ شاید کام کی وجہ سے جمعہ پر نہ جا سکیں، لیکن جب جمعہ کا وقت آتا تھا تو سب دنیاوی کاموں کو پسِ پشت ڈال کر جمعہ کے لئے روانہ ہو جاتے تھے۔ پھر بہت سے ایسے ہیں جو تہجد کا التزام کرنے والے ہیں۔ بعض اس کوشش میں رہتے تھے کہ نوافل اور تہجد کی ادائیگی ہو۔ اکثر نوجوان (۔) میں بھی اور بڑی عمر کے (۔) میں بھی یہ خواہش بڑی شدت سے نظر آتی ہے کہ ہمیں شہادت کا رتبہ ملے۔ پھر ہم دیکھتے ہیں کہ دوسرے اخلاقِ حسنہ کس کثرت سے ان میں نظر آتے ہیں۔ یہ اخلاقِ حسنہ جو ہیں، گھریلو زندگی میں بھی ہیں اور گھر سے باہر زندگی میں بھی ہیں۔ جماعتی کارکنوں اور ساتھیوں کے ساتھ جماعتی خدمات کی بجا آوری کے وقت بھی ان اعلیٰ اخلاق کا مظاہرہ ہو رہا تھا تو اپنے کام اور کاروبار کی جگہوں پر بھی اپنے ساتھ کام کرنے والوں کو اپنے اعلیٰ اخلاق سے اپنا گرویدہ بنایا ہوا تھا۔ مرد کے اعلیٰ اخلاق اس کے اپنے اہل کی اس کے اخلاق کے بارے میں گواہی سے پتہ چلتے ہیں۔ بعض دفعہ مرد باہر تو اعلیٰ اخلاق کا مظاہرہ کر رہے ہوتے ہیں۔ لیکن گھر میں بیوی بچوں کے ساتھ حسنِ سلوک نہیں کر رہے ہوتے۔ ایک شادی شدہ مرد کی سب سے بڑی گواہ تو اس کی بیوی ہے۔ اگر بیوی کی گواہی اپنے خاوند کی عبادتوں اور حسنِ سلوک کے بارے میں خاوند کے حق میں ہو تو یقیناً یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ یہ شخص اللہ تعالیٰ کا خوف رکھتے ہوئے حقوق اللہ اور حقوق العباد ادا کرنے والا تھا۔ پھر ان (۔) کے حسنِ اخلاق کی گواہی صرف بیوی نہیں دے رہی بلکہ معاشرے میں ہر فرد جس کا ان سے تعلق تھا ان کے حسنِ اخلاق کا گواہ ہے۔ حضرت مسیح موعود نے بھی اس مضمون کو بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ جو حقوق العباد کی ادائیگی نہیں کرتا، بیوی بچوں اور عزیزوں کے حق ادا نہیں کرتا، وہ خدا تعالیٰ کے حق بھی ادا نہیں کرتا۔ اگر وہ بظاہر نمازیں پڑھنے والا ہے بھی تو حقوق العباد ادا نہ کرنے کی وجہ سے اس کی عبادتیں رائیگاں چلی جاتی ہیں۔

پس یہ (۔) جو شہادت کے مقام پر پہنچے یقیناً یہ (۔) کا رتبہ ان کے لئے عبادتوں کی قبولیت اور حقوق العباد کی ادائیگی کا حق ادا کرنے کی سند لئے ہوئے ہے۔ پھر ہم دیکھتے ہیں کہ صرف اپنی عبادتوں اور حسنِ اخلاق پر ہی ان لوگوں نے بس نہیں کی بلکہ اپنی ذمہ داریوں کی جزئیات کو بھی نبھایا۔ ایک باپ اپنے گھر کا راعی ہے اور بچوں کی تعلیم و تربیت اور نگرانی اس کی ذمہ داری ہے تو ان لوگوں نے اس فریضے کی ادائیگی کی طرف بھی توجہ دی، اور یہ توجہ ہمیں ہر (۔) میں مشترک نظر آتی ہے۔ اس قرآنی حکم کو انہوں نے اپنے پیشِ نظر رکھا کہ ....کہ تم مفلسی کے خوف سے اولاد کو قتل نہ کرو۔ اپنے کاروباروں میں اس قدر محو نہ ہو جاؤ کہ یہ خیال ہی نہ رہے کہ اولاد کی تربیت بھی ہماری ذمہ داری ہے۔ یہ لوگ اپنے اس عہد کو بھولے نہیں کہ دین کو دنیا پر مقدم رکھنا ہے۔ اور اس عہد کی پاسداری کی خاطر انہوں نے اپنے کاموں کی جگہوں سے فون کر کر کے گھر میں بیوی کو یاد کروایا کہ بچوں کو نماز پڑھوا دو کہ دین کو مقدم کرنے کی ابتدا تو نمازوں سے ہی ہوتی ہے۔ ایک بچی نے باپ کی تربیت کا یہ اسلوب بتایا کہ لمبے تفریحی سفر پر ہمارے ابّا ہمیں ساتھ لے جاتے تھے اور راستے میں مختلف دعائیں پڑھتے رہتے تھے اور اونچی آواز میں اور بار بار پڑھتے تھے کہ ہمیں بھی دعائیں یاد ہو جائیں، اور ہمیں ان سے یاد ہو گئیں اور پھر صرف دعائیں یاد ہی نہیں کروائیں بلکہ یہ بھی کہ کس موقع پر کون سی دعا کرنی ہے؟ تو یہ تھے ان جانیں قربان کرنے والوں کے اپنی اولاد کے لئے تربیت کے اسلوب۔ پھر نوجوان تھے جن کے والدین بفضلہٖ تعالیٰ حیات ہیں۔ ان کے حقوق بھی ہمہ وقت ان جوان (۔) نے ادا کئے۔ والدین بیمار ہیں تو رات دن ان کی خدمت میں ایک کر دیئے۔ خدا تعالیٰ کے حکم کہ والدین سے حسنِ سلوک کرو اور ان کی کسی سخت بات پر بھی اُف کا کلمہ منہ سے نہ نکالو اس کا حق ادا کر دیا ان لوگوں نے۔ پھر بعض دفعہ یہ ہوتا ہے کہ شادی شدہ جوان اگر ماں باپ کا حق ادا کر رہے ہیں تو بیوی کا حق بھول جاتے ہیں، اگر بیوی کا حق ادا کرنے کی طرف توجہ ہے تو ماں باپ کا حق بھول جاتے ہیں۔ لیکن ان مومنوں نے تو مومن ہونے کا اس بارے میں بھی حق ادا کر دیا۔ بیویاں کہہ رہی ہیں کہ والدین کے حق کے ساتھ ہمارا اس قدر

خیال رکھا کہ کبھی خیال ہی دل میں پیدا نہیں ہونے دیا کہ ہماری حق تلفی تو کجا ہلکی سی جذباتی تکلیف بھی پہنچائی ہو۔ اور ماں باپ کہہ رہے ہیں کہ ہم سمجھتے ہیں کہ ہمارے حق ادا کرنے کی کوشش میں کہیں بیوی کے حق کی ادائیگی میں کمی نہ کی ہو۔ پس یہ اعتماد اور یہ حقوق کی ادائیگی ہے جو حسین معاشرے کے قیام اور اپنی زندگی کو بھی جنت نظیر بنانے کے لئے ان لوگوں نے قائم کیا اور پھر اللہ تعالیٰ نے بھی کتنا بڑا اجر عطا فرمایا کہ دائمی زندگی کی ضمانت دے دی۔ 17، 18 سال کا نوجوان ہے تو اس کی طبیعت کے بارے میں بھی ماں باپ اور قریبی تعلق رکھنے والے، بلکہ جس کالج میں تعلیم حاصل کر رہے ہیں وہ نوجوان کہہ رہے تھے، ان سب کی رائے یہ ہے کہ یہ عجیب منفرد قسم کا اور منفرد مزاج کا بچہ تھا۔ پھر ان سب میں ایک ایسی قدرِ مشترک ہے جو نمایاں ہو کر چمک رہی ہے۔ اور وہ ہے جماعتی غیرت کا بے مثال اظہار۔ اطاعتِ نظام کا غیر معمولی نمونہ۔ جماعت کے لئے وقت قربان کرنے کے لئے ہر وقت تیار رہنا اور کرنا، دین کو دنیا پر مقدم رکھتے ہوئے سارے حقوق کی ادائیگی کے باوجود، ساری ذمہ داریوں کے حقوق کی ادائیگی کے باوجود جماعت کے لئے وقت نکالنا۔ اور صرف ہنگامی حالت میں ہی نہیں بلکہ عام حالات میں بھی کئی کئی گھنٹے وقت دینا۔ اور بعض اوقات کھانے پینے کا بھی ہوش نہ رہنا۔ اور پھر یہ کہ خلافت سے غیر معمولی تعلق، محبت اور اطاعت کا اظہار۔ یہ اظہار کیوں تھا؟ اس لئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ مسیح موعود اور مہدی موعود کے بعد جو دائمی خلافت کا سلسلہ چلنا ہے اس نے مومنین کے جذبہ وفا اور اطاعت اور خلافت کے لئے دعاؤں سے ہی دائمی ہونا ہے۔ پس یہ لوگ تھے جنہوں نے عبادات اور اعمالِ صالحہ کے ذریعے سے نظامِ خلافت کو دائمی رکھنے کے لئے آخر دم تک کوشش کی اور اس میں نہ صرف سرخرو ہوئے بلکہ اس کے اعلیٰ ترین معیار بھی قائم کئے۔ یہ لوگ اپنے اپنے دائرے میں خلافت کے دست و بازو بنے ہوئے ہیں۔ یہ سلطانِ نصیر تھے خلافت کے لئے جن کے لئے خلیفہ وقت دعا کرتا رہتا ہے کہ مجھے عطا ہوں۔

اللہ تعالیٰ ان سب کے درجات بلند فرماتا رہے۔ اپنے پیاروں کے قرب سے ان کو نوازے۔ یہ (۔) تو اپنا مقام پا گئے، مگر ہمیں بھی ان قربانیوں کے ذریعے سے یہ توجہ دلا گئے ہیں کہ اے میرے پیارو! میرے عزیزو! میرے بھائیو! میرے بیٹو! میرے بچو! میری ماؤں! میری بہنو! اور میری بیٹیو! ہم نے تو (۔) کے نمونے پر چلتے ہوئے اپنے عہدِ بیعت کو نبھایا ہے مگر تم سے جاتے وقت یہ آخری خواہش کا اظہار کرتے ہیں کہ نیکیوں اور وفا کی مثالوں کو ہمیشہ قائم رکھنا۔ بعض مردوں نے اور عورتوں نے مجھے خط بھی لکھے ہیں کہ آپ آج کل (۔) کا ذکرِ خیر کر رہے ہیں، ان کے واقعات سن کر رشک بھی آتا ہے کہ کیسی کیسی نیکیاں کرنے والے اور وفا کے دیپ جلانے والے وہ لوگ تھے۔ اور پھر شرم بھی آتی ہے کہ ہم ان معیاروں پر نہیں پہنچ رہے۔ ان کے واقعات سن کر افسوس اور غم کی حالت پہلے سے بڑھ جاتی ہے کہ کیسے کیسے ہیرے ہم سے جدا ہو گئے۔ یہ احساس اور سوچ جو ہے بڑی اچھی بات ہے لیکن آگے بڑھنے والی قومیں صرف احساس پیدا کرنے کو کافی نہیں سمجھتیں بلکہ ان نیکیوں کو جاری رکھنے کے لئے پیچھے رہنے والا ہر فرد جانے والوں کی خواہشات اور قربانیوں کے مقصد کو پورا کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ پس ہمارا کام ہے اور فرض ہے کہ اپنے اندر پاک تبدیلیاں پیدا کرتے ہوئے ان قربانیوں کا حق ادا کریں۔ ان کے بیوی بچوں کے حق بھی ادا کر کے اپنی ذمہ داریوں کو نبھائیں۔ ان کے چھوٹے بچوں کی تربیت کے لئے جہاں نظامِ جماعت اپنے فرض ادا کرے وہاں ہر فردِ جماعت ان کے لئے دعا بھی کرے۔ اللہ تعالیٰ تمام لواحقین کو اپنی حفظ و امان میں رکھے۔ ان کی پریشانیوں، دکھوں اور تکلیفوں کو دور فرمائے اور خود ہی ان کا مداوا کرے۔ انسان کی کوشش جتنی بھی ہو اس میں کمی رہ جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی ہے جو صحیح تسکین کے سامان پیدا فرماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لئے تسکین کے سامان پیدا فرمائے اور ان کے بہتر حالات کے سامان پیدا فرمائے۔ پس ان (۔) کے ورثاء کو بھی دعاؤں میں یاد رکھیں اور احبابِ جماعت اپنے لئے بھی دعائیں کریں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی دشمن کے ہر شر سے محفوظ رکھے۔ کیونکہ دعاؤں کی آج کل بہت زیادہ ضرورت ہے۔ پاکستان میں حالات جو ہیں وہ بدتر ہی ہو رہے ہیں۔ کوئی فرق نہیں پڑا اس سے، مخالفت بڑھتی چلی جا رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر شر سے بچائے اور اُن شریروں کے شر اُن پر الٹائے اور ہمیں، ہر احمدی کو ثباتِ قدم عطا فرمائے۔

آخر میں ابھی میں نماز جمعہ کے بعد ایک نماز جنازہ غائب پڑھاؤں گا اس کا اعلان کرتا ہوں۔ یہ مکرم نذیر شفیق المرادنی صاحب سابق امیر جماعت سیریا کا نمازِ جنازہ ہے۔ 30 جون 2010ء کو 67 سال کی عمر میں ان کی وفات ہوئی۔............

آپ ایف اے کرنے کے بعد چھ سال تک شیخ ہاشم کے ہاں شریعت پڑھتے رہے۔ آپ کا گھر دمشق کے محلّہ شاغور میں تھا جہاں مکرم منیر الحصنی صاحب جو امیر شام تھے وہ رہتے تھے۔ آپ بچپن سے ان کو جانتے تھے۔ اسی زمانے میں آپ کو ان کی خدمت کا شرف بھی حاصل ہوا۔ اور نذیر صاحب نے 1963ء میں جماعت کے بعض عقائد سنے اور بیعت کر لی۔ آپ دمشق میں اربن ٹرانسپورٹ کے انچارج تھے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے 1986ء میں آپ کو شام کا پہلا صدر مجلس انصار اللہ اور 1988ء میں مکرم منیر الحصنی صاحب کی وفات کے بعد بلادِ شام کا امیر مقرر فرمایا۔ 1989ء میں سیریا کے نامناسب حالات ہونے کی وجہ سے وہاں امارت ختم کر دی گئی۔ ان حالات میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے جماعت سیریا سے فرمایا کہ اصحابِ رقیم بن جائیں۔ تو آپ نے کتابیں لکھنی شروع کر دیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے آپ کی آٹھ کتابیں چھپ چکی ہیں۔ وفات سے قبل بھی آپ ایک کتاب تصنیف کر رہے تھے۔ آپ کو 1996ء میں جلسہ سالانہ انگلستان میں شمولیت کی توفیق ملی۔ اور اس جلسہ کے بعد آپ ساری زندگی خلیفۂ وقت کی مہمان نوازی اور نوازشوں کا ذکر کرتے رہے۔ آپ نہایت سادہ مگر مزاحیہ اور شگفتہ طبیعت کے مالک تھے۔ واقفین کی بہت عزت کرتے تھے۔ وہاں ہمارے بعض واقفِ زندگی تعلیم حاصل کرنے جاتے ہیں اور دمشق آنے والے تمام سٹوڈنٹس کا بہت خیال رکھتے تھے۔ خلافتِ احمدیہ سے آپ کو ایک عشق کا تعلق تھا جو خلافت کا ذکر آنے پر آپ کی آنکھوں اور آواز سے جھلکتا تھا۔ صابر ایسے تھے کہ بڑی سے بڑی تکلیف پر بھی دل سے شکر و حمد کے گیت گایا کرتے تھے۔ باوفا دوست اور ایک مستقل مزاج احمدی تھے۔ اپنے سسرال سے ایسا اپنائیت اور محبت کا سلوک تھا۔ کہ آپ کی نسبتی بہن آپ کو اپنا والد سمجھتی تھی۔ مکرم محمد مسلّم الدروبی صاحب جو آج کل سیریا کے صدر جماعت ہیں بیان کرتے ہیں کہ جب مجھے شام کا نیشنل صدر مقرر کیا گیا تو آپ نے ایسی اطاعت اور عاجزی اور اخلاص کا اظہار کیا کہ میں حیران رہ گیا۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے۔ ان کے لواحقین کو صبرِ جمیل عطا فرمائے۔

سرِ مقتل......

دعا سے جسم کو جاں کو سنوارا
سرِ مقتل فقط رب کو پکارا
ہمارے ایک حرفِ التجا کو
"ترستا رہ گیا قاتل ہمارا"

مبشر احمد محمود

مکرم انور ندیم علوی صاحب

خاندان وفا کا کمسن جاں نثار

مکرم ولید احمد صاحب ابن مکرم چوہدری منور احمد صاحب

صاحبزادہ عبداللطیف کے بعد سینکڑوں جاں نثاروں نے اپنے عہدوفا کو نبھاتے ہوئے اپنے آقا کی خدمت میں نقد جاں وارتے ہوئے ہواؤں کو یہ پیغام دیا:

اے نسیم سحر! اُن کو جا کر بتا اُن کی چاہت میں ذرہ بھی اختر بنا
ایک کے بعد دوجا "لطیف" آ گیا کتنے عشاق تھے جو فدا ہو گئے

مکرم ولید احمد صاحب کے دادا مکرم چوہدری عبدالحمید محراب پور کے معروف زمیندار تھے نیز آپ محراب پور کے قائد مجلس اور صدر جماعت بھی تھے۔ مرحوم کے نانا چوھدری عبدالرزاق آف بھریا روڈ معزز آڑھتی تھے۔ پہلے آپ بھریا روڈ جماعت کے صدر اور پھر امیر ضلع نواب شاہ منتخب ہوئے۔ ان دونوں بزرگوں کے ساتھ مجھے بطور قائد ضلع اور جنرل سیکرٹری ضلع کام کرنے کا موقع ملا۔ دونوں بزرگوں کا شمار علاقہ کے معززین میں ہوتا تھا۔ دنیاوی وجاہت کے ساتھ ساتھ جماعت کے لئے حد درجہ خلوص اور غیرت تھی۔ اپنے اموال جماعتی کاموں کے لئے کھلے دل سے استعمال کرتے۔ چودھری عبدالرزاق صاحب امیر ضلع نواب شاہ نے خاکسار کو جماعتی ڈاک اور ضرورت کی اشیاء سٹیشنری وغیرہ کے لئے ایک بیگ تیار کرنے کو کہا اس بیگ کو ہم سب مذاق میں جماعت کا "ٹریولنگ دفتر" کہتے۔ میٹنگ اور دورہ جات میں وہ بیگ یعنی ہمارا "ٹریولنگ دفتر" بھی ساتھ رہتا۔ چودھری صاحب موصوف نے ہی دور دراز جماعتوں میں جا کر وہاں میٹنگ کرنے کی روایت ڈالی اور یہ "سفری دفتر" کی ایجاد بھی اسی ضرورت کے پیش نظر تھی۔ چودھری صاحب کا تفصیلی ذکر خیر الفضل 17 جون 1995ء میں چھپ چکا ہے۔ کتاب "آسمان کیسے کیسے" (مؤلفہ خاکسار اشاعت 2006ء) میں بھی اسے شامل کیا گیا ہے۔ ولید احمد کے پڑدادا چوہدری سلطان علی صاحب 1937ء میں سندھ آئے۔ بہت ذہین اور جہاں دیدہ انسان تھے۔ اپنی خداداد فہم وفراست کی وجہ سے علاقے کے معززین میں آپ کا شمار ہوتا تھا۔ آپ کی وفات کے بعد آپ کے بیٹے چودھری عبدالحمید صاحب نے اپنے والد کے نقش پر چلتے ہوئے ان کی نیک نامی کو آگے بڑھایا۔ 1984ء میں چوہدری عبدالحمید کو راہ مولا میں قربان کر دیا گیا۔ جبکہ دوسرے سال 1985ء میں ہی چوہدری عبدالرزاق صاحب امیر ضلع نواب شاہ کو بھی راہ مولا میں قربان کر دیا گیا۔ اس مشکل صورت حال میں مکرم چوہدری منور احمد صاحب نے جبکہ آپ کی عمر قریباً 18 سال تھی محراب پور میں حوصلہ اور ہمت سے حالات کا مقابلہ کیا۔ قائد مجلس اور صدر جماعت محراب پور کی حیثیت سے اپنی ذمہ داریاں احسن رنگ میں سرانجام دیں۔ پھر 2002ء میں چوہدری منور احمد بچوں کی تعلیم اور تربیت کے لئے ربوہ شفٹ ہو گئے۔

ولید احمد نومبر 1992ء میں پیدا ہوا۔ پرائمری تک تعلیم محراب پور میں حاصل کی۔ وقف نو کی بابرکت تحریک میں شامل تھا۔ ربوہ آ جانے کے بعد جب سیکرٹری وقف نو نے فرداً فرداً بچوں سے پوچھا کہ آپ بڑے ہو کر کیا بنیں گے؟ تو ننھے ولید احمد کا جواب تھا "میں شہید بنوں گا" ساڑھے چار سال کی عمر میں ناظرہ قرآن کریم پڑھ لیا تھا۔ کم گو اور سنجیدہ ولید احمد ہمیشہ اپنے کام سے کام رکھتا۔ نماز کی پابندی اس کی خاص وصف تھی۔ تین بہنوں کا اکلوتا بھائی ہونے کے باوجود کبھی ناجائز فرمائش نہیں کی اور اپنی اس پوزیشن سے فائدہ اٹھاتے ہوئے کبھی ماں باپ کو پریشان نہیں کیا۔ تینوں بہنوں سے بڑا ہونے کی وجہ سے بھی دھونس نہیں جمائی الٹا چھوٹی بہنوں سے ہمیشہ محبت اور پیار کا سلوک کرتا۔ بچپن سے ہی مشاہدے (Observation) کی حس بہت تیز تھی۔ بالکل چھوٹی عمر میں اپنے چچا کو ٹیپ ریکارڈر سے کیسٹ نکال کر دوبارہ ڈال کر چلاتے ہوئے دیکھا تو خود بھی بالکل اسی طرح کیسٹ نکالی، بدلی اور پھر وہی Play کا بٹن دبا کر چلا دی۔ نصرت جہاں اکیڈمی ربوہ میں ولید احمد میرے چھوٹے بیٹے طلحہ ندیم کا کلاس فیلو اور بھانجے حافظ زبیر احمد علوی ابن مکرم منیر احمد علوی ایڈووکیٹ کا سکول فیلو تھا۔ ولید احمد نظام وصیت میں شامل تھا اور اس وقت فاطمہ میموریل میڈیکل کالج میں ایم۔ آئی۔ ٹی (میڈیکل امیڈیئیٹ ٹیکنالوجی) کا طالب علم تھا۔ جوہر ٹاؤن میں دوسرے دوست طلبہ کے ساتھ کرایہ کے فلیٹ میں رہائش تھی۔ 27 مئی کو یوم خلافت کی مناسبت سے سارے دوستوں کو میسج (SMS) کیا "ہمارا خلافت پہ ایمان ہے۔" 28 مئی 2010ء کو جمعہ پڑھنے دارالذکر پہنچا تو دہشت گردوں کی فائرنگ سے زخمی ہو گیا۔ والدین کو موبائل پر فون کر کے حملہ کی اطلاع دی مگر اپنے زخمی ہونے کی اطلاع انہیں نہیں دی تا کہ انہیں پریشانی نہ ہو۔ خون زیادہ نکلنے کی وجہ سے خاندان شہیدان وفا کا یہ کمسن جاں نثار اپنے شہید دادا اور شہید نانا کے پاس جا پہنچا۔ ہزاروں رحمتیں اس قافلہ جاں نثاروں پر ہوں۔ آمین

مرحوم کے والد چوہدری منور احمد نے 8 بجے شب میو ہاسپٹل سے Dead Body وصول کی اور ربوہ لے آئے۔ اگلے دن صبح چودھری منور احمد کی رہائش پر مرحوم کے آخری دیدار کے لئے حاضر ہوئے تو ولید احمد کا چہرہ دکھاتے ہوئے کہنے لگے "ولید احمد کی عمر ساڑھے سترہ سال ہے۔ 1984ء میں جب والد صاحب (چوہدری عبدالحمید) کو شہید کیا گیا اس وقت میری عمر بھی اتنی ہی تھی۔" ہم نے انہیں گلے لگا کر حوصلہ دیا۔ ولید احمد کے درجات کی بلندی کے لئے دعا کی۔ ولید احمد اور بیٹے طلحہ ندیم کے ایک اور کلاس فیلو کا نام بھی ولید احمد ہے جو سید اعجاز احمد شاہ آف پھگلہ ہاؤس کا صاحبزادہ ہے اور آسٹریلیا چلا گیا ہے۔ اس نے آسٹریلیا سے فون کر کے اپنی دادی جان کو تاکید کی کہ ولید احمد کی قبر پر جا کر میری طرف سے بھی دعا کریں۔ سید اعجاز احمد شاہ صاحب کے بڑے بیٹے مکرم عمران شاہ صاحب کچھ ہی عرصہ قبل کار ایکسیڈنٹ میں شہید ہو گئے۔ اتفاقاً عمران شاہ اور ولید احمد کی قبریں آمنے سامنے ہیں۔ اس طرح آسٹریلیا سے فون کی وجہ سے اجتماعی دعا کے ساتھ ولید احمد کے لئے خصوصی دعا کا موقعہ پیدا ہو گیا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ تمام شہیدان وفا کے درجات بلند کرے۔ ان کے لواحقین کا خود حافظ و ناصر ہو اور انہیں صبر جمیل عطا کرے۔ آمین

جان قربان کی یہ حقیقت لکھیں زندگی پا گئے کیسے مُردہ کہیں؟
ان کی خاطر ندیم آ دعائیں کریں باوفا عشق میں جو فدا ہو گئے

مکرم ملک ناصر احمد صاحب

میرے والد مکرم ملک رفیق احمد صاحب کا ذکر خیر

میرے والد محترم میرے لئے خداتعالیٰ کی رحمانیت اور عنایات کا ایک بے کراں چشمۂ فیض تھے۔ آپ کا پورا نام ملک رفیق احمد تھا۔ آپ کی پیدائش 1934ء میں قادیان کے نزدیک ایک قصبہ "کلانور" میں ہوئی۔ آپ سات بہن بھائیوں میں چوتھے نمبر پر تھے۔ آپ کے والد گرامی کا نام "ملک محمد طفیل (آرے والے) تھا جنہوں نے پہلی جنگ عظیم کے دوران عراق میں احمدیت قبول کی اور خلیفۃ المسیح الثانی کی خدمت میں بیعت کا خط بھیجا۔ بعدازاں آپ لکڑی کے کاروبار سے منسلک ہوئے اور قادیان کو اپنا مستقل مسکن بنایا۔ تقسیم ہندوستان سے قبل آپ لاہور منتقل ہو گئے تھے۔

والد صاحب کے ددھیال اور ننھیال میں سوائے حضرت مولوی ظہور حسین صاحب آف بخارا کے سبھی غیراز جماعت تھے۔ آپ نے اپنی ابتدائی تعلیم "تعلیم الاسلام سکول" سے حاصل کی اور بعدازاں اپنے والد محترم کے کاروبار میں ہاتھ بٹانا شروع کر دیا۔ آپ کی شادی 1940ء میں میری والدہ محترمہ مبارکہ بیگم صاحبہ بنت ملک محمد خورشید صاحب آف ساہیوال سے ہوئی۔ خداتعالیٰ نے آپ کی اس شادی کو بہت باعث برکت بنایا اور ایک بیٹے اور دو بیٹیوں سے نوازا۔ محترمہ والدہ صاحبہ نے بیماریوں کے لمبے عرصے میں والد صاحب مرحوم کی بے حد خدمت کی اور اس پچاس سالہ رشتہ ازدواج کو بڑی محبت اور صبر کے ساتھ نبھایا۔ اللہ تعالیٰ نے میری چھوٹی ہمشیرہ مکرمہ مبشرہ فضل صاحبہ اور ان کے شوہر مکرم ڈاکٹر کرنل فضل الرحمان صاحب کو بھی ان کی خاص خدمت کی توفیق بخشی۔ بیماری کے آخری ایام میں انہوں نے رات دن ایک کر دیا۔ والد صاحب مرحوم کی وفات مورخہ 17 جنوری 2010ء لاہور میں ہوئی۔

محترم والد صاحب کے مزاج میں سادگی اور مہمان نوازی بے انتہا تھی۔ اپنے عزیز و اقرباء سے انتہائی لطف و اپنائیت سے پیش آتے اور ان کی طویل مہمان نوازی پر خوش ہوتے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو صلہ رحمی کے وصف سے خوب نوازا۔ آپ غریب ہو یا کمزور، سبھی کی عزت نفس کا خیال رکھتے۔

آپ خوراک اور لباس میں انتہائی باذوق واقع ہوئے۔ روزانہ غسل کر کے صاف کپڑے پہننا اور خوشبو لگانا، آپ کی عادت تھی۔ آپ بنیادی طور پر ایک دھیمے مزاج کے صلح جُو شخص تھے۔ کسی کی اچھی بات سنتے تو خوب محظوظ ہوتے کسی کے متعلق بری بات کو پسند نہ کرتے۔

1974ء اور 1984ء کے پُرآشوب حالات میں مخالفین نے آپ کو بارہا کاروباری نقصان سے دوچار کیا۔ مگر والد صاحب مرحوم کو خداتعالیٰ نے ثبات قدم اور استقامت عطا فرمائی اور جماعت اور خلافت سے ایک مضبوط رشتۂ وفا قائم رہا۔ آپ نے قریباً 15 سال پر محیط پے درپے بیماریوں کا بڑی ہمت اور برداشت سے مقابلہ کیا اور کبھی بے صبری کے کلمات منہ پر نہ لائے۔ آخری دنوں میں جب طبیعت زیادہ مضمحل تھی اور پسلیوں میں شدید درد اٹھتا تھا اور تو میں نے پوچھا کیسی طبیعت ہے تو جواب دیا "الحمدللہ"

آپ میرے لئے مجسم شفقت تھے۔ ہمیشہ انتہائی پیار اور قدر کی نگاہ سے دیکھا۔ اکثر مجھے ناصر صاحب کہہ کر بلاتے۔ آپ نے زندگی سے بہت ناخوشگوار حادثات میں میری ڈھارس بندھائی۔ ایک بار دوران کاروبار مجھے بہت بھاری مالی نقصان ہو گیا۔ جب میں نے انتہائی غم اور پریشانی کی حالت میں اس کا ذکر والد صاحب سے کیا، تو آپ ہنسنے لگے اور کہا "بیٹے! کوئی غم نہ کرو۔ پیسہ ہاتھ کی میل ہے۔ اللہ اور دے دے گا۔ آپ کے اس رویے نے نہ صرف میری افسردگی کو کم کیا بلکہ اسباب کی فکرمندی کے متعلق میرا زاویۂ نگاہ بھی درست کیا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ آپ نے مجھے بے حد عزیز رکھا اور آپ مجھے بے حد عزیز اور پیارے تھے۔ مگر

بلانے والا ہے سب سے پیارا
اسی پہ اے دل تو جاں فدا کر

ان کی وفات پر کثیر تعداد میں احباب جماعت تشریف لائے۔ بعض نے بذریعہ فون تعزیت کی۔ اللہ تعالیٰ سب کو جزا دے۔ خاکسار ان سب کا بذریعہ مضمون ہذا دل کی گہرائی سے شکریہ ادا کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم والد صاحب کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔

مکرم ڈاکٹر محمود احمد عاطف صاحب

سیلاب اور وبائی امراض سے احتیاط کے طریق

وہ وبائی امراض اور طبی مسائل جو موسم برسات میں سال کے دوسرے دنوں کی نسبت زیادہ پائے جاتے ہیں ان کا خطرہ سیلاب آنے کی صورت میں کئی گنا بڑھ جاتا ہے کیونکہ سیلاب کے باعث ایک ایسا ماحول بن جاتا ہے جو انواع و اقسام کے جراثیم بیکٹیریا وغیرہ کے لئے بہت سازگار ہوتا ہے سیلاب سے ایک جانب تو براہ راست متاثرہ علاقے ہوتے ہیں اور دوسری جانب وہ علاقے جن کے اطراف میں سیلاب زدہ علاقہ ہوتا ہے وہ بالواسطہ طور پر ان مسائل سے کافی حد تک دوچار ہوتے ہیں۔

سیلاب زیادہ علاقہ میں پھوٹنے والی وبائی امراض کو Water Borne بیماریاں کہا جاتا ہے کیونکہ ان کی سب سے بڑی وجہ پانی ہوتا ہے۔ اس میں ایک تو وہ بیماریاں اور مسائل ہیں جو کہ براہ راست آلودہ پانی سے پیدا ہوتے ہیں جن میں ٹائیفائڈ، ہیضہ، اسہال، ہیپاٹائٹس وغیرہ شامل ہیں۔ دوسرے وہ پانی جو بارشوں اور سیلاب کے بعد کھڑا ہو جاتا ہے وہ مختلف قسم کے بیکٹیریا، مچھروں وغیرہ کی افزائش کا باعث بنتا ہے جس سے بالواسطہ طور پر ملیریا، ڈینگی بخار، گردن توڑ بخار اور زرد بخار ان علاقوں میں پھیل جاتے ہیں۔ ان دو طریقوں کے علاوہ پانی زمین میں موجود مختلف قسم کے جانوروں کے بلوں میں داخل ہو جاتا جس کی وجہ سے وہ باہر نکل آتے ہیں اور کئی اقسام کی بیماریاں پھیلاتے ہیں جبکہ ان کے کاٹنے سے بھی نقصان ہو سکتا ہے۔ ان حالات میں اگر چند احتیاطی تدابیر اختیار کر لی جائیں تو کئی ممکنہ خطرات کا تدارک کافی حد تک ممکن ہے۔

1۔ سب سے اہم کام جیسا کہ اوپر بیان کردہ تفصیل سے ظاہر ہے وہ صاف پانی کی فراہمی ہے جسے حکومتی اور دوسرے اداروں کو اپنی پہلی ترجیح بنانا چاہئے اور ان علاقوں میں اس سلسلے میں اجتماعی اور انفرادی کوشش ہونی چاہئے۔ اس سلسلے میں پہلی کوشش تو صاف بوتل میں بند پانی کی فراہمی ہے لیکن اگر یہ ممکن نہ ہو تو پھر پانی کو ابال کر استعمال کرنے کی کوشش ہونی چاہئے۔ بڑے پیمانے پر پانی صاف کرنے کے لئے کلورین کا استعمال بہت موثر ہے کیونکہ اس سے 99.99% تک بیکٹیریا اور وائرس سے بچاؤ ممکن ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ ہنگامی بنیادوں پر لوگوں کو آلودہ پانی کے خطرات کے بارے میں تعلیم دینا ضروری ہے کیونکہ آلودہ پانی صرف پینے سے ہی نقصان نہیں ہوتا بلکہ اس جسم سے Contact سے مختلف جلدی امراض۔ آنکھوں اور سانس کی بیماریاں پیدا ہو سکتی ہیں اور اگر جسم پر زخم ہو تو اس میں انفیکشن ہو سکتی ہے۔

2۔ دوسرے وہ پانی جو بارشوں اور سیلاب کا پانی اترنے کے بعد علاقے میں کھڑا ہو جاتا ہے اس میں مچھروں کی افزائش کے سدباب کے لئے ان علاقوں میں فوری طور پر کیڑے مار سپرے اور مچھر مار ادویات کا سپرے ہونا ضروری ہے تا کہ ان سے پیدا ہونے والی امراض کو وبائی صورت اختیار کرنے سے روکا جا سکے۔ انفرادی اور اجتماعی طور پر ملیریا سے بچاؤ کے لئے ادویات بھی دی جا سکتی ہیں۔

3۔ ان دو اہم امور کے ساتھ اس موسم میں اور خصوصی طور پر سیلاب زدہ اور جزوی طور پر سیلاب سے اور بارشوں سے متاثرہ علاقوں میں مختلف اہم صحت مند رویوں کو بھی فروغ دینا چاہئے جیسے کہ کھانا کھانے سے قبل اور رفع حاجت کے بعد صابن سے اچھی طرح ہاتھ دھونا۔ بازار میں کھلی اشیاء اور ریڑھیوں پر فروخت ہونے والے کٹے پھل اور مختلف جوس کے استعمال سے پرہیز کرنا۔ اسی طرح ہر پھل وغیرہ کو کھانے سے قبل اچھی طرح صاف پانی سے دھو لینا ضروری ہے۔

ان تمام احتیاطی تدابیر کے باوجود اگر کوئی ان امراض میں سے کسی میں مبتلا ہو جائے تو اس سلسلے میں تساہل سے کام نہیں لینا چاہئے اور فوری طور پر اس کی تشخیص اور علاج کے لئے ہسپتال یا نزدیک ترین قائم شدہ میڈیکل سنٹر سے رابطہ کرنا ضروری ہے تا کہ علاج کے ساتھ ساتھ مرض کو کسی وبائی صورت اختیار کرنے سے روکا جا سکے۔

آخر میں ہماری دعا ہے کہ حالیہ سیلاب (جسے ''سونامی'' سے زیادہ خطرناک قرار دیا جا رہا ہے) سے ہمارے پیارے وطن میں جو تباہی ہوئی ہے اور ہو رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ پوری قوم کو اس کا مقابلہ کرنے کے لئے قائداعظم کے سنہری اصول ایمان، اتحاد اور تنظیم پر عمل کرنے کی توفیق اور ہمت دے تا کہ ہم جلد اس بحران سے سرخرو ہوں اور جلد وہ دور آئے جس کے بارے میں شاعر نے کہا ہے کہ

خدا کرے کہ مری ارضِ پاک پر اترے
وہ فصلِ گل جسے اندیشۂ زوال نہ ہو

اطلاعات و اعلانات

نوٹ: اعلانات صدر/امیر صاحب حلقہ کی تصدیق کے ساتھ آنا ضروری ہیں۔

سانحہ ارتحال

۞ مکرم رفیع الدین بٹ صاحب دارالنصر وسطی ربوہ تحریر کرتے ہیں۔

میرے بھائی مکرم صلاح الدین صاحب بٹ ابن مکرم مولوی خیرالدین صاحب مرحوم رفیق آف نارووال ثم بدوملہی ایک عرصہ سے بیمار تھے۔ بلڈ پریشر اور شوگر تھی پھر فالج کا حملہ ہوا۔ ایک ماہ قبل برین ہیمبرج ہوا۔ 25 دن تک قومے میں رہے۔ مورخہ 13/اگست 2010ء کو 72 سال کی عمر میں اپنے مولیٰ کے حضور حاضر ہو گئے۔ خلافت سے والہانہ عشق تھا۔ بہت اچھے داعی الی اللہ تھے۔ جماعتی لٹریچر سے کافی واقفیت تھی۔ نماز کے پابند تھے۔ آپ نے بیوہ کے علاوہ 4 بیٹیاں اور 4 بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ 3 بیٹیاں شادی شدہ ہیں۔ ایک کا نکاح ہوا ہے۔ ایک بیٹا شادی شدہ ہے۔ ایک بیٹا اور بیٹی باہر سے آئے تھے۔ جس دن وہ روانہ ہوئے۔ اسی دن ان کی وفات ہو گئی۔ مرحوم کی نماز جنازہ علامہ اقبال ٹاؤن میں ادا کی گئی اور بانڈوگجر میں تدفین کے موقعہ پر خاکسار نے دعا کرائی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس صدمہ کو حوصلے اور صبر سے برداشت کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور مرحوم کے پسماندگان کو ان کی نیکیوں کا وارث بنائے۔ آمین

اعلان دارالقضاء

(مکرم محمود احمد ناصر صاحب ترکہ مکرم علی احمد صاحب)

۞ مکرم محمود احمد ناصر صاحب نے درخواست دی ہے کہ میرے والد محترم علی احمد صاحب وفات پا چکے ہیں ان کے نام قطعہ نمبر 21/1 دارالفضل ربوہ برقبہ 3 کنال 19 مرلہ 150 مربع فٹ میں 5 مرلہ بطور مقاطعہ گیر منتقل کردہ ہے۔ لہٰذا یہ حصہ میرے نام منتقل کر دیا جائے۔

تفصیل ورثاء

1۔ مکرم بشارت احمد ناصر صاحب (بیٹا)
2۔ مکرم محمود احمد ناصر صاحب (بیٹا)
3۔ مکرمہ بشیراں بیگم صاحبہ (بیٹی)
(4) مکرم داؤد احمد ناصر صاحب مرحوم (بیٹا)

مرحوم کے ورثاء

(i) مکرمہ عصمت داؤد صاحبہ (بیوہ)
(ii) مکرم دانیال احمد صاحب (بیٹا)
(iii) مکرمہ فائزہ بیگم صاحبہ (بیٹی)
(iv) مکرم ابراہیم احمد مبرور صاحب (بیٹا)
(v) مکرمہ ماہم داؤد صاحبہ (بیٹی)

بذریعہ اخبار اعلان کیا جاتا ہے کہ کسی وارث یا غیر وارث کو اس منتقلی پر اگر کوئی اعتراض ہو تو وہ تیس یوم کے اندر اندر دفتر ہذا کو تحریراً مطلع کر کے ممنون فرمائیں۔

(ناظم دارالقضاء ربوہ)

دورہ نمائندہ مینیجر روزنامہ الفضل

۞ مکرم نعیم احمد اٹھوال صاحب نمائندہ مینیجر روزنامہ الفضل آجکل توسیع اشاعت و وصولی واجبات اور اشتہارات کے حصول کے لئے ضلع فیصل آباد کے دورہ پر ہیں۔ احباب جماعت و اراکین عاملہ، مربیان کرام اور صدران جماعت سے خصوصی تعاون کی درخواست ہے۔

(مینیجر روزنامہ الفضل)

اعلان داخلہ

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کے سمسٹر خزاں 2010ء میں مختلف پی ایچ ڈی، ایم فل، ماسٹرز، بیچلرز، ڈپلومہ اور سرٹیفکیٹ کورسز میں داخلہ کا اعلان کر دیا گیا ہے۔ ان پروگرامز میں درخواست فارم جمع کروانے کی آخری تاریخ 31/اگست 2010ء ہے۔ اس کے بعد 20 ستمبر 2010ء تک فارم جمع کروانے کی صورت میں داخلہ فیس کے ساتھ جرمانہ بھی ادا کرنا پڑے گا۔ مزید معلومات کے لئے ویب سائٹ www.aiou.edu.pk ملاحظہ کریں۔

(نظارت تعلیم)

☆......☆......☆

کراچی اور سنگاپور کے K-21 اور K-22 کے فینسی زیورات کا مرکز
العمران جیولرز
فون شوروم 052-4594674
الطاف مارکیٹ۔ بازار کاٹھیاں والا۔ سیالکوٹ

جرمن و فرانس کی سیل بند ہومیو پیتھک مدر ٹنکچرز سے تیار کردہ بے ضرر زود اثر ادویات جو آپ مکمل اعتماد کے ساتھ استعمال کر سکتے ہیں۔
رعایتی قیمت 25ML =/130 روپے 120ML =/500 روپے

GHP-403/GH	GHP-406/GH	GHP-419/GH	GHP-450/GH	GHP 455/GH	GHP-555/GH GHP-444/GH
جوڑوں کا درد، پٹھوں، کمر و اعصابی دردوں اور یورک ایسڈ کو خارج کرنے کی منفرد دوا ہے۔	گردے و مثانے کی پتھری اور پیشاب کی نالی کی پتھریوں کو خارج کرنے کی مخصوص دوا	بدہضمی۔ گیس تیزابیت، جلن، درد، معدہ و آنتوں کی سوزش کی موثر دوا	پراسٹیٹ غدود کی سوجن اور سوزش کی وجہ سے ہونے والی تکالیف کا شافی علاج	(گولڈ ڈراپس) ایمرجنسی ٹانک گھبراہٹ، گیس، ڈپریشن، غم کے بداثرات اور ہائی رلو بلڈ پریشر کیلئے مفید ترین دوا	مردانہ طاقت کیلئے لاجواب تحفہ دونوں ادویات ملا کر استعمال کریں

عزیز ہومیو پیتھک کلینک اینڈ سٹور
رحمان کالونی ربوہ۔ فیکس نمبر 047-6212217
فون: 047-6211399, 0333-9797797
ر اس مارکیٹ نزد ریلوے پھاٹک اقصیٰ روڈ ربوہ
فون: 047-6212399, 0333-9797798

(بقیہ از صفحہ 1)

☆ امیدوار کا خوشخط ہونا لازمی ہوگا اور اردو InPage کمپوزنگ میں رفتار کم از کم 25 الفاظ فی منٹ ہونی چاہیے۔

7۔ تحریری امتحان میں کامیاب ہونے والوں کا انٹرویو ہوگا ملازمت کیلئے انٹرویو میں کامیابی لازمی ہے۔

8۔ تحریری امتحان اور انٹرویو دونوں میں کامیابی کی صورت میں امیدوار کو فضل عمر ہسپتال ربوہ سے طبی معائنہ کرانا ہوگا اور صرف وہی امیدوار ملازمت کے اہل ہوں گے جو فضل عمر ہسپتال ربوہ کے طبی بورڈ کی رپورٹ کے مطابق صحت مند اور تندرست ہوں گے۔

(ناظر دیوان)

ربوہ میں سحر و افطار 24۔اگست

انتہائے سحر	4:12
طلوع آفتاب	5:36
زوال آفتاب	12:10
وقت افطار	6:45

Mob: 0300-9491442
Mob: 0300-4742974
TEL: 042-6684032
دلہن جیولرز
طالب دعا: نذیر احمد، حفیظ احمد
Gold Palace Plaza, Shop # 1, Defence Chowk, Main Boulevard Defence Society, Lahore Cantt.

ایلوپیتھک ادویات ہول سیل ریٹ پر دستیاب ہیں
واحد ٹریڈرز
0334-6538262
چوہدری میڈیسن مارکیٹ، چنیوٹ بازار، فیصل آباد
طالب دعا: چوہدری عبدالواحد گجر ابن چوہدری محمود احمد گجر

حسن نکھار کریم
چہرہ کی حفاظت اور نکھار کیلئے
ناصر دواخانہ رجسٹرڈ گولبازار ربوہ
PH: 047-6212434

البشیرز
معروف قابل اعتماد نام
پیج جیولرز اینڈ بوتیک
ریلوے روڈ گلی نمبر 1 ربوہ
نئی و روایتی نئی جدت کے ساتھ زیورات و ملبوسات
اب چوکی کے ساتھ ساتھ ربوہ میں با اعتماد خدمت
پروپرائٹرز: ایم بشیر الحق اینڈ سنز، شوروم ربوہ
0300-4146148
فون شوروم چوکی 047-6214510- 049-4423173

KOHINOOR
STEEL TRADERS
166 LOHA MARKET LAHORE
Importers and Dealers Pakistan Steel
Deals in cold Rolled, Hot Rolled, Galvanized Sheets & Coils
Talib-e-Dua, Mian Mubarik Ali
Tel: 7630055-7650490-91 Fax: 7630088
Email : mianamjadiqbal@hotmail.com

امپورٹڈ میٹیریل سے تیار اعلیٰ کوالٹی کے ریڈیٹر ہاؤز پائپ بننے والے علاوہ ازیں ہیٹر پائپ یونیورسل پائپ بھی دستیاب ہیں۔
SRP
سینکی ربڑ پارٹس
مین جی ٹی روڈ رچنا ٹاؤن لاہور
طالب دعا۔ میاں عباس علی
میاں ریاض احمد: 0300-9401543
میاں عدنان عباس: 0300-9401542
042-6170513, 042-7963207, 7963531

خوشخبری
مکمل ڈش مع ریسیور -/4000 روپے میں لگوائیں
فریج، سپلٹ اے سی، ڈیپ فریزر، واشنگ مشین، مائیکرو ویو اوون، کوکنگ رینج، ٹیلیویژن، ایئر کولر اور دیگر الیکٹرونکس اشیاء بازار سے بارعایت خرید فرمائیں۔
سپلٹ A/C کی مکمل وارنٹی دستیاب ہے تیز یو پی ایس UPS اور جنریٹر بھی دستیاب ہیں
FAKHAR ELECTRONICS
فخر الیکٹرونکس
PH: 042-7223347, 7239347, 7354873
Mob: 0300-4292348, 0300-9403614
1۔لنک میکلوڈ روڈ جودھا مل بلڈنگ پٹیالہ گراؤنڈ لاہور

پانی ضائع مت کریں

PTCL-V فرنچائز
EVO, Brodband, Vfone ہر وقت ہر جگہ
MTA دوران سفر یا گھر میں تیز ترین EVO انٹرنیٹ
Vfone موبائل میں بھی دستیاب ہے۔
تحسین ٹیلی کام حافظ آباد روڈ پنڈی بھٹیاں
میاں طارق محمود بھٹی آفس 0547-531201,2
حافظ اعجاز احمد بھٹی 0300-7627313, 0547415755

MBBS / BDS & Engg. in China.
Southeast University
Affiliated with W.H.O, Govt. Of China & Pakistan Engineering Council (PEC).
➔ North China Electric & Power University
➔ Dalian Medical University
➔ Shangdong University of Science & Technology
➔ South China University of Technology
➔ Nanjing University of Aeronautics & Astronautics
➔ Zhejiang University of Science & Technology
➔ Huazhong University of Science & Technology
Meet the official representative of the university & get your admission for October 10.
➔ A-Level & FSc. Students who are waiting for their results are encouraged to apply to reserve the seats
➔ English Medium
➔ No Bank Statement, No IELTS or TOEFL
➔ Pay fee upon arrival to the University in installments
➔ Excellent environment for female Students
Education Concern
67-C, Faisal Town, Lahore
0302-8411770 / 042-35162310
www.educationconcern.com

خلیفۃ المسیح محبت بھری دعاؤں کا نہ ختم ہونے والا خزانہ ہے اس کی قدر کرو
واہلہ فیملی ہسپتال پنڈی بھٹیاں
ڈاکٹر شوکت علی واہلہ
054-7531142
فزیشن و سرجن MBBS, RMP, FTIDU,
60 بیڈ پر مشتمل۔ جدید لیبارٹری۔ آپریشن تھیٹر، الٹرا ساؤنڈ، ایکسرے
ضرورت سٹاف
تمام شعبہ جات کے سپیشلسٹ ڈاکٹرز جو فل وقتی / جزوقتی کام کر سکتے ہوں
میڈیکل آفیسرز، لیڈی ڈاکٹرز، جو ہاؤس جاب مکمل کر چکے ہوں
سٹاف نرس بالخصوص جنہوں نے آپریشن تھیٹر یا بچوں کے وارڈ میں کام کیا ہو۔
تنخواہ حسب قابلیت و تجربہ دی جائے گی

Visit Visa
Canada, USA بیرونی ممالک
Australia, UK & Europe
جانے کیلئے راہنمائی حاصل کریں
Education Concern®
Mr. Farrkh Luqman
67-C Faisal Town, Lahore, Pakistan
042-35164619/ 0302-8411770.

1924ء سے خدمت میں مصروف
راجپوت سائیکل ورکس
ہر قسم کی سائیکل، ان کے حصے، بے بی کار، پرام، سونگز وا کرز وغیرہ دستیاب ہیں۔
پروپرائٹرز: نصیر احمد راجپوت۔ منیر احمد اظہر راجپوت
محبوب عالم اینڈ سنز
24۔ نیلا گنبد لاہور فون نمبر: 7237516

FD-10

بلال فری ہومیو پیتھک ڈسپنسری
زیر سرپرستی: محمد اشرف بلال
اوقات کار: موسم گرما: صبح 9 بجے تا 5 بجے شام
وقفہ: 1 بجے تا 2 بجے دوپہر
ناغہ بروز اتوار
86۔ علامہ اقبال روڈ، گڑھی شاہو لاہور
ڈسپنسری کے متعلق تجاویز اور شکایات درج ذیل ای میل ایڈریس پر بھیجیے
E-mail: citipolypack@hotmail.com